

جسٹریٹ ایل نمبر ۲۶۵۰

ماہنامہ



دی
ظہور احمد دہلوی

بھیرہ
پنجاب

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت والطریق فخر العلماء قدوة السالکین زید العارفین
امام العاشقین مولانا الحاج محمد ذاکر گوبی نور اللہ مرقدہ

منجانب لکین حزب الانصار سقیدہ (پنجاب)

اغراض و مقاصد ۱، اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام۔

۲، اصلاح الرسوم ۳، احیا و اشاعت علوم دینیہ۔

قواعد و ضوابط ۱، رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ ہدیہ دی۔ بی بی پانچ آنے

زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ جو صاحب پانچ روپے یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت
ارسال فرمائیں گے وہ معاون خاص متصور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکرہ کے ساتھ صبح
رسالہ ہوا کریں گے۔ ۲، غریب مفلس اشخاص اور طلباء کیلئے رعایتی قیمت سالانہ مقرر ہے (۴) ارکان
حزب الانصار کے نام رسالہ تحت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم چار روپے یا تین روپیہ سالانہ مقرر
ہے ۳، نمونہ کارچہ تین آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا (۵)، رسالہ
ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چھٹی رسالوں کی غفلت سے اکثر
رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جن صاحبان کو رسالہ نہ ملے وہ ہینہ کے اخیر میں اطلاع
دے دیا کریں ورنہ دفعہ ذمہ وار نہ ہوگا۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل ذریعہ نام

منجبر رسالہ بمقام لکین بھیر پنجاب ہونی چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جریدہ

ماہانہ



پنجاب

بھیرہ

جلد ۱ باب ۱۰ ربيع الاول مطابق ماہ جون ۱۹۳۲ء نمبر ۶

| صفحہ | فہرست مضامین | پیشکش |
|------|---|---|
| ۲ | حضرت مولانا محمد ابوسعید صاحب موری | ۱ نظم |
| ۳ | مولوی خان زادہ غلام احمد خان صاحب نگہبش | ۲ نگہبش دینی ادکلب علی (شعبہ) کا مکالمہ |
| ۶ | " " " | ۳ اللہ صلی علی محمد و علی آل محمد |
| ۱۴ | " " " | ۴ فخریت کا اشتعال انگیز روئے |
| ۲۹ | ایک غیور مسلمان کے قلم سے | ۵ مرزا کا قصیدہ اعجازیہ (قسط نہم) |
| ۳۶ | مولانا محمد سلیم صاحب لائٹ پور | ۶ مرزا محمود کے نام کھلی چٹھی |
| ۳۹ | " " " | ۷ اشتہارات |
| ۴۰ | " " " | |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ وَفَصِّلْ عَلٰی سُلُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

در مدح جناب حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرمدی رضی اللہ عنہ
از جناب حضرت مولانا شاہ محمد الوسیع صاحب سعید مجددی رامپوری

چراغِ بزمِ حبیبِ خدا ہیں شیخ احمد
وہ خضرِ راہ ہیں وہ رہنما ہیں شیخ احمد
امین و نائب خیرِ انور ہیں شیخ احمد
کہ ابتداء ہی میں آپ انتہا ہیں شیخ احمد
یہ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کیا ہیں شیخ احمد
اُسی کی ذات و رضا پر فدا ہیں شیخ احمد
ضرور آپ ہی اُس کی جلا ہیں شیخ احمد
کہ پیشواؤں کے بھی پیشوا ہیں شیخ احمد
توجہات تمہارے دوا ہیں شیخ احمد
وہ جانتا ہے حقیقت میں کیا ہیں شیخ احمد
ہمارے حق میں وسیلہ بڑا ہیں شیخ احمد
خدا نہیں ہیں مگر ناحیہ ہیں شیخ احمد
سبھی کے آپ تو حاجت روا ہیں شیخ احمد
کہ آپ دافعِ کرب و بلا ہیں شیخ احمد

ضیائے دیدہ اہلِ صفا ہیں شیخ احمد
حیو قدس گندگاہِ جذبِ پنہاں ہے!
امامِ خاص و مجدد بھی اہلِ ثانی کے!
سلوکِ آپ کا ادراک سے ہے بالاتر
عروجِ آپ کا حدِ بیاں سے باہر ہے
عطا جس نے مراتب کئے ولایت کے
ہمارے قلبِ مکدر کو کس نے صاف کیا
عطا کیا ہے خدا نے وہ رتبہِ عالی
تمہاری اک نظرِ کبیر ہے مریضوں کو
ملا ہے جس کو دلِ حق شناس و روشن اکٹھے
اگرچہ نفسِ سراپائے مصیبت ہی سہی
تمہاری کشتیِ اُمید کے نگہباں ہیں
ہجومِ روضے پر رہتلے اہلِ حاجت کا
ہمارے رنج و محن پر بھی اک نگاہِ کرم!

سعید کون ہے سند و ستار میں دیں پرور

جنابِ خواجہ حبیب اللہ - یا ہیں شیخ احمد

بنگش و کلب علی کا مکالمہ (شیعہ)

باشاعت سلسلہ گذشتہ

پہلے۔ اسی ایمان سوز محبت نے اڈیٹر اخبارِ درخشاں نقویؒ کو خارج از عقل ایمان کر دیا ہے۔ جہاں لکھ گئے ہیں وہ طفل لباس پہنے پیغمبر کی گود میں حق آپ کھیلتا تھا بہانہ حسین کا

ششم۔ اسی بے سرو پا محبت نے ایک نام نہاد طبقہ صوفیا کو مشرکانہ اقوال پر برا بھلا کہہ کر دیا۔

ہفتم۔ اسی ایمان سوز محبت کے سلسلہ داغدار ہیں جہاں لافنہ منہ ایمان ایسے چکڑے ہوئے ہیں کہ نہ خدا کی مانتے ہیں نہ حضرت مصطفیٰ کی نہ رضی نہ قتیل نینوانہ دیگر خود ساختہ آئیہ کی پس میں پوچھتا ہوں (مہائی حدیث لعل کی منوں)

بہ مروت۔ اس کے واسطے تو آپ کے اہل بیت تحریف قرآنی سے بھی دریغ نہیں کیا ہے۔ (واذا المودة سبکلت) (واذا المودت سبکلت) بتایا۔ یعنی بجائے واؤ پریش کے زبردل کر تحریف لفظی و معنوی دونوں ایک ساتھ کر دیا تاکہ شیعہ نسائیں بصورت ناس ہمارے مروت کو جزو ایمان سمجھا کریں۔ (ملاحظہ ہو حیات القلوب جلد سوم علیؑ) ذرا اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہیے

تاکہ اس پر غور کیا جاسکے۔

ہشتم۔ سوڈہ اس رٹ کی کو کہتے ہیں جو زندہ دفن کی جائے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کفار عرب بوجہ جاہلیت اپنی بیٹیوں کو زندہ دگر دگر جاتے تھے۔ اور اگر رٹ کا پیدا ہوتا تھا تو اس کو چھوڑ جاتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ جل جلالہ اس آیت میں بطریقہ تہدید ذکر فرما رہے ہیں کہ روز قیامت ان رٹوں سے پوچھا جائیگا۔ کہ تم کس گناہ پر قتل کی گئی تھیں لیکن آپ کے امام فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ مروت ہی بمعنی دوستی کے یعنی قیامت میں ہماری دوستی کے مخلوق باز پرس ہوگی۔ کہ کہوں نادان لوگوں نے اس کو ذبح کر ڈالا کیا یہ بڑوں کی تحریف تو نہایت اس سے بڑھ کر تھی

کلب علیؑ، اچھا اگر کچھ کہنا باقی ہو تو اس کو بھی بیان فرمائیے تاکہ میں بھی اپنا آخری فیصلہ آپ کو سنا دوں۔

بنگش۔ رضعتی پر ایک دو احادیث اور بھی آپ کے امام جعفر سے خواہ اس کو صادق جانو خواہ کاذب سنا نا چاہتا ہوں۔ حلیۃ المتقین ص ۱۱۱ از جعفر صادق منقول است کہ ثواب عظیم بابلای عظیم ہے باشد بیچ گروہے را خدا در دست نمیدارد مگر آنکہ ایشان را مبتلا بہ بلا میگردد اند۔

اور بیضا حدیث دیگر، حق تعالیٰ را بندگان خاص بہت پسند ہے نئے فرستد مگر آنکہ میگردد اند از دیگران بسوئے ایشان۔ یعنی جعفر صاحب فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس قدر کسی کو دوست رکھتا ہے اسی قدر اس پر بلا و آفات نازل فرماتا ہے کیونکہ

بھاری ثواب بھاری بلا کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور
نیز صادق صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کے لیے پیچھے
بندے بھی ہوتے ہیں کہ نہیں بھیتا کوئی بلا زمین پر گر ملتا ہے
ان کو غیروں سے اپنے منظور نظر بندوں کی طرف۔

پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ حیدر خدا کا منظور نظر تھا
اور اس کے خاص بندوں میں سے تھا۔ اس نے چاہا کہ اس کی
منزلت کو بڑھائے اور ثواب عظیم کا سٹی پھرائے۔ موجد
چاہا ویسا کیا۔ اب نہ تو قاتل ہے نہ قاتیل صرف آپ حیدر
کا زمیل ہے جس کیلئے رودنیل اور مانتاع الدنیا (الاقلیل) و
درہم کو گیا۔ آپ جس قدر جلا تمیں گے تمہاری منہی ٹہیں گے۔
کلب علیؑ۔ سو شادی ایک واری بھی ہونو۔ ایک بھان
کا تکیہ کلام تھا کہ وہ ایک ایک جملہ کے چھپے اٹائے گفتگو
میں (چدے) کہنے کا عادی تھا۔ کسی دوست نے اس کو سنجایا
کہ اس بے ہودہ اور لالینی لفظ کو ایک ایک منٹ میں کئی
دفعہ دہرانا نہایت کمزور اور تہا رہی صبر کی دستک کا موجب
ہے۔ اس کو چھوڑنا چاہئے۔ تو اس اعتراض کا جو جواب دیا
گیا۔ اس کو مستجاب نہ کیجئے :-

(چدے چدے نابوا توڑم چدے۔ کچے سرمہ چدے پرے
شہابی چدے)۔ یعنی میں چدے چدے کے لفظ سے
اپنا منہ ہرگز نہ موڑوں گا۔ چہ میرا سر بھی کٹ جائے۔
ایسا ہی آپ چاہے انبیاء و اوصیاء کے پند و نصائح کا
ڈھیر بھی لگائے اور مولا مجھے جہنم بھی پہنچائے تاہم میں ہرگز

امام باڑوں کی نغمہ سرائی اور محترم کی دانت گسائی سے
سر نہ موڑوں گا۔ بولو۔ اب کیا ارشاد ہے ؟
بنگش :-

تراز دای ہے گوید کہ در دنیا مخور بادا
تراز سائے گوید کہ در صفا مخور حلوا

زہر دین تو نگذاری حرام از گفتہ یزداں
فلے از بہر تن مانی حلال از گفتہ ترا
حضرت فرید الدین عطار ہائیت نے بندگان نفس و ابلیس کا
نقشہ اشعار مندرجہ صدر میں جن دلا ویز الفاظ کے ساتھ کھینچا
ہے قابل غور ہے۔

فرماتا ہے کہ ایک طرف تو خدائے علیم و حکیم ہے کہ نکو
اس دنیا میں شراب خوری سے منع فرماتا ہے اور دوسری
طرف ایک عیسائی ڈاکٹر ہے کہ تم کو مرض یقان میں حلو کھانے
سے منع کر رہا ہے۔

انہوں کہ آپ حرام سے تو منہ نہیں موڑتے گو اس میں بین
کا بھی نقصان اور خدا کی بھی حکم عدولی ہے۔ لیکن اپنی صحت
بدن کی خاطر حلال بھی ایک کافر کے کہنے پر جھٹ پٹ پھوٹ
جاتے ہیں۔ اسی طرح آپ بھی خدا اور آئینہ خدا کی نہیں
مانتے لیکن صدقہ الاشقیاء ابلیس علیہ اللعنت کی ترغیبات پر دل و
جان سے عمل پیرا ہیں +

(کلب علیؑ) ، پیچھے سر از کیش ایراں زیں
میں منت باز گویم مہیں

کلب علی - رسالہ شمس الاسلام اور انجم و اہل حدیث وغیرہ میں آپ کے نام کے اخیر میں حروف (خ ۛ ا د ن) کا اٹھنا بطور طرہ امتیاز کیوں؟ یعنی غلام احمد خان -

بنگش - جیسا کہ جعفری - موسوی - رضوی وغیرہ آل علی کے ساتھ (س ی د) یعنی سید کا کلب علی - بجائے آل رسول کہنے کے آل علی کہنا یہ کہاں کی نئی اصطلاح ہے -

(بنگش) مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے - شیعہ سیدوں کو آل علی کہنا درحقیقت علی کی ہتک ہے - دراصل آل ابوطالب کہنا ٹھیک اور شیعہ سیدوں کے حق میں درست ہے کیونکہ یہ لوگ اُسی کے پیروں اور وہی ان کا مرثیہ اعلیٰ ہے -

کلب علی ۛ اچھا رئیس المتشدین آپ لفظ سید پر کیوں بھڑک اُٹھے - ادا اعتراض کے وجہ کیا ہیں -

بنگش - سید اصلی محزون میں تو بزرگ اور رئیس قوم کو کہتے ہیں - جیسا کہ عزیز مصر کو باوجود اس کے کفر کے قرآن مجید میں سید کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے -

(والیضا سید عادل الیاب) اس لحاظ سے تو کوئی مضائقہ نہیں - ہر ایک خان رئیس - راجہ مہاراجہ وغیرہ سید پکارا جاسکتا ہے - رہا مذہبی پہلو - رکن گوش بن سخن درین است

سید رسول خدا کے اسمائے صفاتی میں سے ایک نام ہے - اسی وجہ سے خواب علی سے لیکر مہدی تک کسی کے نام کے ساتھ دیکھنے میں نہیں آیا ہے - صرف علی ابن ابیطالب

یعنی اے بنگش کے لیکچرار طرار میں نے تو ایک دفعہ صاف صاف کہہ دیا کہ میں ہرگز اس رسم و رواج سے جو ایران کے رافضیوں میں ابتدائے قیام سے مروج ہے ہرگز روگردانی نہ کروں گا اب دوبارہ بھی وہی جواب ہے جو پہلے کہہ چکا ہوں ۛ

بنگش، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيْلًا
اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

خدا سچا اور اُس کا کلام مبارک سچا - فوٹا ہے کہ میں ہی ہوں جس کو چاہوں ہدایت کروں - ین منصب کسی انسان کو حاصل نہیں پس (من) کہ یوم کہ زمزمہ شوریہ رائے

کل من خویش برم رخصدائے

میں نے اپنا فرض ادا کیا - آگے خدا کی رضی لیکن جب آپ اپنے اہل اصول کو نہیں مانتے - بالخصوص سب سے بڑے امام کا بھی لحاظ نہیں کرتے جس کے فرط محبت سے آپ کا مبارک نام بھی کلب علی ہے یعنی علی کا کتا - تو ایسی حالت میں آپ علی کے کتے ہرگز نہیں ہو سکتے - کیونکہ کتا فرمانبردار ہوتا ہے بلکہ آپ کلب الکلب ہیں -

(کلب علی) آپ مجھے کوئی بھی خطاب دین مضائقہ نہیں بھلا یہ تو بتلائیں کہ آپ ہیں کون جو اس شدت سے ہم کو خرطوم سے کپڑے ہوئے مہاوٹ بن بیٹھے ہیں -

بنگش، میں ہوں احمد کا غلام اسماعیل کی نسل سے جو در پست پر مشہور صحابی شجاع بے نغید خالد بن ولید سے ملتا ہے ۛ

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد

(از خان زادہ غلام احمد خان صاحب بنگش)
عنوان صمد کے ماتحت ایک مضمون آج حوالہ قلم کرتا ہوں
اپنے ہم مذہب ہم مشرب حضرات بالخصوص علمائے دین
متین سے حوالہ سنت و الجماعت ہیں خدا کی نعمت
اور ان کی تعداد میں اضافہ فرمائے۔ عارض ہوں کہ
اگر کہیں کہیں جاوے مستقیم سے غرض نظر انداز ہے
گئے تو ایک حوالہ کارڈ کے ذریعہ میری (اصلاح) صل
سے اعراض اور درجہ کو روانہ رکھیں جس بنا پر
نے یہ مضمون شروع کر دیا ہے۔ اس کا ذکر آنے والا
ہے۔ وبالله التوفیق.....

یا دوست خصوصی

(آل) کا لفظ قرآن مجید میں کل ۳۳ مقامات پر
نازل ہوا ہے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-
آل فرعون :- بقرہ ۲۵۰، قصص ۲۴، اعراف ۱۲۸
مومنین ۱۱، آل عمران ۳۳، ابراہیم ۱۱، میزان ۱۱
آل لوط حجر ۱۱، آل عمران ۳۳
آل ابراہیم :- آل عمران ۳۳
آل یعقوب :- سورہ یوسف ۲۱، مریم ۲

جعفر ابن محمد - موسیٰ بن جعفر وغیرہ اصلی ناموں مذکور و
مسطور میں نہ سید علی سید جعفر سید موسیٰ -
لیکن آج کل کے آل ابوطالب جو ریگ بیابان اور قطر آ
باران سے بھی زیادہ چارواک عالم میں منتشر ہیں۔ ان کے
نفوس جاہ طلب کو ہے

تا نخواستہ شاہ درونبال شاہ
محض بر سید بود اذلال شاہ

یعنی جب تک ان کے نام کے ساتھ اخیر میں شاہ کا پرچم
نہ لگا یا جاوے۔ فقط سید پر بھی وہ اپنی سہولت عزت
نہیں سمجھتے مثلاً سید عباس علی شاہ - سید غضنفر علی
شاہ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ باستانائے معدودے چند
کیا بلحاظ مذہبی اور کیا بلحاظ دنیاوی خطاب سید کے
ساتھ ان کا خود کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ موجب
عار و رنگ اور سید کے اسم کا تحقیر کرنا ہے۔

کلب علی - کیا آپ بنگش کی وجہ تسمیہ سے کچھ تعارف کی
تکلیف گوارا کریں گے۔

بنگش - کیوں نہیں۔ ہمارے جد امجد اسماعیل کو
اس کی بے نظیر شجاعت اور چہرہ دستی کی وجہ سے اپنے
عصر کے انبائے زمان نے بنگش کے ساتھ لقب کیا تھا
جو بمعنی بیخ کن یعنی جڑ مار ہے۔ جو رفتہ رفتہ کثرت استعمال
سے بجائے بنگش کے بنگش ہوا پس مجھ کو بھی اپنے پتھر دانہ
تھائیہ کیلئے ویسا ہی جانو (آپ کا صادق بنگش)

| | | |
|------------|------------|-----|
| آل موسیٰ - | بقرہ - | ۱ = |
| آل ہارون - | بقرہ - | ۱ = |
| آل داؤد - | سبا - | ۱ = |
| آل عمران - | آل عمران - | ۱ = |

میزان = ۲۳
یعنی قرآن مقدس میں جہاں جہاں آل کا لفظ منجانب اللہ تعالیٰ جل جلالہ نازل ہوا ہے۔ وہ جملہ تعداد میں ۲۳ ہیں اور نخت میں آل کا معنی پیران۔ فرزند ان و اہلخانہ کے ہیں۔ اب اس کے متعلق جو کچھ ضبط تحریر میں لانے والا ہوں اس کی بنا وہ تحریر جواب طلب ہے جو مجھے کسی نتیجہ معترض کی جانب سے جو غالباً سندھ کا باشندہ ہے۔ بلا تحریر نام و مقام وصول ہوا ہے جس کا طرز مضمون دادائی کلام خود اس کے لیاقت کا آئینہ دار ہے۔ بہر حال اس کی تحریر جواب طلب کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱) کلام خدا اور کلام رسول میں جہاں اچھے معنوں میں اطاعت کرنے والوں کا ذکر آل کے لفظ سے یا د کیا گیا ہے۔ وہاں صلی اولاد مراد لی گئی ہے۔ اور تمام صلی اولاد میں بلکہ ان میں صرف حقیقی اطاعت کرنے والے اور پوری پوری سیرت پر چلنے والے۔

۲) اور جہاں جہاں میں پوری کرنے والے مراد لئے گئے ہیں وہاں سب شمار کئے گئے ہیں۔ (اولاد وغیرہ اولاد ہر کے باشند)

نمبرا کی مثال کلام خدا سے یہ ہے (ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین) آل ابراہیم جن کو تمام عالم پر فضیلت دی گئی اس سے مراد صرف وہ مخصوص ہیں جو اولاد ابراہیم میں ہوئے نہ کہ کل اولاد ابراہیم جس میں یہودی بھی شامل ہیں۔ اسی طرح آل عمران سے بھی کل اولاد یا کل امت مراد نہیں۔

اسی طرح نمبر ۳ کی مثال جو اولاد اور غیر اولاد سب پر حاوی ہے یہ ہے۔ (و اذ فلقنا بک البحر فاجنحنا بک و اغرقنا آل فرعون و انت مد قنطاریون) یہاں پر آل فرعون سے مراد اولاد وغیرہ اولاد سب پر شامل ہے۔ ان دونوں مثالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ کہ آل محمد سے عام امت یا پیر و کجا خود عام سادات و اولاد رسول بھی مراد نہیں۔ بلکہ آل رسول میں صرف وہ ذات مقلدہ مراد ہیں جو کامل اور حقیقی اتباع رسول کا کر نیوالے تھے یا ہیں (اور پوری اتباع رسول کا حصول علم لدنی اور مزینہ عصمت ناممکن ہے)۔

پس درود شریف میں آل محمد میں صرف وہی مخصوص ہیں اولاد رسول سے مراد ہیں جو صاحبان عصمت و طہارت تھے یا تھے کہ غیر۔ اور اسی طرح سے بخاری شریف میں بھی جو حضرت ابو بکر کی زبانی نقل ہے۔ آل محمد سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا مراد لیا گیا ہے ملا امت یا پیر و نہیں۔ اس بات کو دلشیں رکھ کر کہ نبوت رسول خدا ختم ہو گئی ہے مگر امت ختم نہیں ہوئی۔ مندرجہ بالا آیات و احادیث پر آپ اگر غور

یہودیہ ان کا نام جو جو وقت کوڑ کی مدت یا پیر نہیں ہے

فرمائیں گے تو سمجھ میں آجائے گا۔ اجرائے امامت کے ثبوت کیلئے (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم) اور حدیث الاثر من القریش کافی ہے۔ اور جب اجرائے امامت آپ تسلیم کرچکے تو بعد از رسول محض وہی ہستیوں کا وجود بھی ماننا ضرور ہوگا۔ اس لئے کہ غیر محض امام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ غیر محض امام ہونے میں وہی خرابی لازم آئیگی جو نبی کے غیر محض ہونے میں ہو سکتی ہے۔ نبی جب محض ہوتا تو امام بھی چونکہ نائب نبی ہے محض ہونا چاہیے۔ یہ تو عقلی دلیل ہو اب قرآن مجید میں دیکھئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

(اذتلی ابراہیم ابہ بکلمات فاتمہن قال انی جاعلک وللناس اماما قال وہن ذریئتی قال لا ینال عہدی انظالمین) پس معلوم ہوا کہ غیر ظالم یعنی محض وہن الحصیات کو عہدہ امامت ملیگا۔ ظالم کو نہیں ملیگا۔ گناہ بھی ظالم ہے۔ اور شرک تو سب بڑا ظلم ہے۔ پھر کوئی مشرک مسلمان ہوکر خدا کی طرف سے امامت کا کیونکر ہو سکتا ہے۔

بس ختم ہوئی تحسیر اس شیعہ صاحب کی جو بلا نام و مقام بوساقت حاجی فیض محمد صاحب علاقہ سندھ سے موصول ہوا ہے۔

جاننا چاہئے کہ

بحث شروع کی گئی ہے آل اور مفہوم آل سے اور ختم کی گئی ہے۔ لفظ امام اور منصب امامت پر۔ اس طرح سے کلام الہی کو غلط ملط کر کے خلق خدا کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ سچ کہا گیا ہے کہ صاحب الغرض مجنون۔

غرض اس شیعہ سبائیل کی اصحاب رسول اللہ کی مذمت اور نقص فضیلت ہے۔ تاہم جواب بہر حال دنیا پر لے گا اور یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اہل کے معنی بھی قریب قریب آل کے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ آل ذی رُوح اور غیر ذی رُوح انسانوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ اور اہل اہل مکہ۔ اہل مدینہ۔ اہل حدیث وغیرہ۔ لیکن آل مکہ یا آل مدینہ کہنا کبھی درست نہیں ہو سکتا۔

آدم پر سبب مطلب

اب میں کہتا ہوں کہ گو آل معنی کے لحاظ سے بیرون سر زندان و اہل خانہ تینوں کے لئے مستعمل ہو سکتا ہے لیکن درحقیقت بیرون ہی کے معنوں میں ٹھیک اور درست بٹھکتا ہے۔ (آل فرعون) کو جو گیارہ جگہ میں نازل ہوا ہے اس کو تو متن میں بھی بیرون کے معنی میں لیا ہے۔ لیکن فرماتا ہے کہ جہاں اچھے معنوں میں آل کا لفظ نازل ہوا ہے مثلاً آل ابراہیم۔ آل عمران وغیرہ وہاں صلی اولاد مراد ہے۔ اور وہ بھی سارے کے سارے نہیں بلکہ صرف حقیقی اطاعت کرنے والے اور پورے پورے سیرت پر چلنے والے)۔

اسی طرح سے آل محمد سے بھی تمام امت کجا عام سادات و اولاد رسول بھی مراد نہیں۔ صرف وہ مراد ہیں جو کامل اور حقیقی متبع رسول اور صادقان عصمت و طہارت سے ہیں۔

انہوں نے اپنے محصور اور پیغمبر باپ کو ضلالت کی نسبت کی ان ابائاتی ضلالتی متین۔ دوم یوسف ایک پاک اور بیگناہ نابالغ پیغمبر زادہ بھائی کیلئے قتل کی تجویز کر کے آخر کار کنوئیں میں ڈال ہی دیا واللہ فی غیابہ الحب۔

سوم اس حرا اور آزاد ابن رسول کو چند کھوٹے روپوں پر فروخت کر دیا۔ وستر وہ باٹمن منجس راہم چہارم پیغمبر خدا کے سامنے صاف اور واضح الفاظ میں جھوٹ بول کر خون آلود کپڑا بھی پیش کیا کہ یوسف کو بھڑیے نے کھایا ہے۔ وجاؤ علی قہیلصمہ بدیم کذب۔

پنجم ایک الوالزم پیغمبر خدا کو آزاد دیا۔ جو از غایت مجبوری خدا کو فریادی ہوا۔ واللہ المستعان۔

ششم۔ اپنے ناجائز طرز عمل اور دروغ گوئی پر چالیس سال یا کم از کم بیس سال تک قائم رہے۔ اور اس قدر عرصہ دماز کے بعد جب یعقوب بنی اللہ نے فرمایا کہ مجھ کو یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ تو بیٹوں یعنی آل یعقوب نے پھر دسی گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ قالوا تالله انک لغی ضلالک القدیم۔

ہفتم۔ یہ کہ ایک رسول پروردگار کے وحی خفی پر

اعتبار نہ کر کے جھوٹ بول اٹھے۔ کہ اباجان آپ اسی طرح خیالات پریشان اور یوسف کے بے بنیاد ہوس تھا۔ اور دیدار میں مستغرق ہیں۔ حالانکہ سالیانہ سے اس کو گنجیٹ کھا چکے ہیں۔ بلکہ یعقوب علیہ السلام نے قندہ بکیر اور بابوسانہ ہجر میں کہا کہ لیے فرما امان عزیز اگر مجھ کو از خود رفتہ و حوس باختہ نہ سمجھو۔ تو ایک بات آپ کو بیدوں۔ وہ یہ (انی لا جد ریج لی سف لولا ان تفندون اب میں برادران اسلام کو عموماً اور سائل شیعہ مع اس کے سنو اوہم خیال دوستوں کو خصوصاً توجہ دلانا تھا اس سدا ل کو دوبارہ دہرائیوں جس کو بطور اصول پیش کر کے مطالبہ جواب کیا گیا ہے یعنی

شیعہ کا سوال مع (وعوی)

یہ ہے کہ جہاں بھی قرآن میں آل کا لفظ آجیے معنوں میں یعنی کسی پیغمبر کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس سے مراد بالخصوص وہی اولاد ہیں۔ جو محصور عن الخطا صاحب طہارت و متابعت ہوں۔ نہ عام اولاد یا سرداران۔

الجواب۔ اب میں متفسر شیعہ کو انہی کے الفاظ میں جوابات عرض کئے دیتا ہوں۔ وهو و هذا۔ یہ کہ زینت لفظ آل حسب عقیدہ صاحب صفا

اچھے ہی مہینوں میں نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ کلام الہی میں
وارد ہوا ہے (وہیم تحتہ علیک وعلی آل یعقوب)
یعنی یعقوب اسرائیل الرحمان نے اپنے فرزند عزیز
یوسفؑ کو فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنی نعمت کو تم اور دیگر
آل یعقوب پر تمام کر دیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ
آل یعقوب نعت خداوندی سے سرفراز فرمائے
گئے تھے۔

۲۴ء یہ کہ جو ذکر نعمت یوسف علیہ السلام کے لئے
ہوا۔ وہی اس کے بھائیوں کے لئے ہوا۔ یعنی آل
یعقوب۔

(۲۵) اسی مذکورۃ الصدر آل یعقوب سے جو کچھ
سرزد ہوا وہ ہر شہادت قرآن مذکور و مسطور ہوا۔
سہولت فہم کیلئے کمرہ حرج ذیل میں :-
اول۔ اپنے والد بزرگوار پیغمبر کو ضلالت کی
نہایت کی۔

دوم۔ اپنے محصوم نابالغ بھائی کو زندہ چاہ میں
ڈال دیا۔

سوم۔ ایک آزاد ابن رسول کو بیکہ غلام بنایا۔
چہارم۔ سب کے سب نے با لافق جھوٹ بولا۔
پنجم۔ ایک رسول خدا کو آزاد دیا اور سخت
آزار دیا۔

ششم۔ اپنی دروغ گوئی پر عرصہ دراز تک

قائم رہے۔

ہفتم۔ یعقوبؑ نبی کو پیغمبر جانتے ہوئے بھی
اس کی خبر غیب کو جھٹلاتے نزدیک گستاخی یہ
بھی کی کہ لے باب (انک لہی ضلالتک
القدیم۔ آپ اسی قدیمی ضلالتِ باطل پر
جے سوئے ہیں۔

ہشتم۔ اپنے جھوٹ اور دروغ گوئی پر بھی قسم کھاتے ہیں
قالوا لک انک لہی ضلالتک القدیم۔

نہم، ثابت ہوا کہ شیعوں کے نزدیک اگر کسی مرد
و احدا گروہ سے اس قسم کے گناہ سرزد ہوں۔ یا یہ

آٹھ اوصاف کسی شخص میں جمع ہوں۔ یعنی را کسی پیغمبر
کو گمراہ کنا۔ را زندہ نابالغ لڑکے کو گھڑے میں پھینکا۔

را ایک آزاد بچے کو چوری کر کے بچیا۔ را جھوٹ بولنا
را پیغمبر کو آزاد دینا را جھوٹ پر متواتر قائم رہنا۔

را پیغمبر کی کسی پیشین گوئی پر باور نہ کرنا را جھوٹی
قسمیں کھانا۔

ان سب کے باوجود وہ شخص یا گروہ خطا کار ہی پاک
ظاہر محصوم اور متبع دینی بھی ہیں۔ تو ایسی صورت میں

تمام اہل سنت و شیعہ اماموں سے زیادہ محصوم ہیں
ان الفاظ سے میری مراد یہ ہے۔ کہ آل سے مراد

تمام ہر وہ ہیں۔ خواہ نیک و کار ہو خواہ بدکار۔
فقط کافر نہ ہو۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کو اس

بیٹے کھانکے بارہ میں کہا گیا کہ اندہ لیس من اہلک
 اندہ عمل غیو صالحہ یعنی یہ بیٹا تیرے اہل میں
 سے نہیں کیونکہ یہ کافر ہو گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ
 اہل اور آتی رسول کا مستحق وہ ہے جو اسلام میں
 داخل ہو۔ اور کم از کم عامل بالفرائض اور سنت
 پیغمبر ہو۔ جیسا کہ اس حدیث کی نسبت رسول خدا
 کی طرف کی گئی ہے۔ یکل تقی لقی فصول آلی۔ یہ
 تو نہیں فرمایا کہ کل من ولد من الفاطمہ والحق فصول
 آلی، تراخصہ اور شیعوں کی طرف سے موصوم
 کی بدبار پیکار یا کسی امام کے نام کے ساتھ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تا قدم قدم نہ کرار اور خطاب۔ ان الفاظ
 محتصرہ سے ان کو کون ہو کہ سکتا ہے جیسا کہ
 آج کل ایک مسئلہ ثانی کے متعلق مرزائی گروہ کا
 دروزبان ہے۔

کمال محمد سے اگر مراد پیروان لیا جائے تو
 دوازده امام بیشک اوس کے اندر بدرجہ اولیٰ
 داخل ہیں۔ اور اگر مراد زندان مراد ہوں۔ تو
 پھر ایک بھی اس میں داخل نہیں حکم قرآن مجید
 ساکان محمد ابا احمدین رجالکمہ۔ مراد اس آیت
 شریفہ سے یہ ہے کہ محمد رسول اللہ سوائے
 قاسم۔ عبد اللہ۔ طاہر۔ ابراہیم رحمہم اللہ کے
 جو بحالت طفلی و نابالغی کے فوت ہو گئے ہیں یہ کسی

آدمی یا فرد از جنس مرد کے باپ نہیں۔ نہ کوئی ان
 کا فرزند ہے۔ جب کوئی فرزند نہیں۔ تو پھر کافی صافی
 یہاں تمام حیات میں کسی امام کو یا ابن رسول اللہ
 مکرر مکرر لکھنا سوائے جھوٹ اور ایشخندی کے کیا ہے
 کسی امام کو یعنی شیعوں کے محدود وضع کردہ امام کو
 اگر فرزند کی لحاظ سے آل محمد کہا جائے تو
 بالکل غلط محض خوش عقیدگی ہے۔ ورنہ ازمنہ
 اولیٰ میں سلف ان کو علوی کہا کرتے تھے۔ نہ آل
 رسول یا فرزدان رسول۔ اولیٰ اگر پیرو کے معنوں
 میں ان کو آل محمد سمجھا جائے۔ تو پھر بھی اس میں
 پہلو ہیں۔ اہل سنت کے نقطہ نگاہ اور عقیدہ
 مذہبی کی رو سے درست اور یقیناً درست ہے کہ
 اگر اہل تشیع کی کتب مذہبی سے ان کو پرکھا جائے
 تو پھر تو معمولی پیروان رسول بھی نہیں چہ جائیکہ
 ان کو موصوم کا خطاب دے کو ہر قسم سہو اور
 نسیان سے پاک اور مطہر سمجھ جائیں۔ کیونکہ
 شیعوں کی کتب مذہبی اور وہ بھی بڑے بڑے یاہ
 کی کہ جس کے بدولت شیعہ مذہب کو شروع حاصل
 ہوا ہے۔ بلکہ بمنزلہ بنیاد دین کے ہیں۔ جیسے حادث
 شیعہ تمام اصول اولیہ اور جیسے مصنعات محمد باقر
 مجلسی الاصفہانی جن کے متعلق شیخ عبدالحی سہروردی
 طہرانی اپنے مؤلف حسنہ میں رقم طراز ہے۔ کہ

هو الغفور الرحيم) لیکن شیعہ اماموں نے اُن کی مذہبی کتابوں کے بموجب ایسے گناہ نہیں کئے کہ جن کا کوئی اندازہ ہو سکے۔ یہ انہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے رجوع الی اللہ کی ہو۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کرشیعہ امام محصوم عن الخط والکسیان تو درکنار وہ معمولی اُمتیوں کے ہم پلہ بھی نہیں۔ میں اُن افسانہ کو جو شیعہ اُن کی طرف منسوب کر چکے ہیں۔ آئینہ اشاعت کی بحث امامت پر چھوڑتا ہوں۔ یہاں پر جو کچھ تحریر کیا ان سے مراد یہ ہے کہ معنی آلِ قطب پیروان ہے اور معنی (اللاہید صل علی محمد و علی آلِ محمد) ہے۔ یہ کہ اسے اللہ رحمت بھیج محمد پر اور اُن کے پیروان پر۔ ہر کہ باشد۔ اور اگر معنی فرزندانِ سیدِ نواس کا معنی اس طرح ہو گا۔ کہ اے اللہ درود و رحمت بھیج محمد اور ان کے چاروں فرزندانِ اعجاز پر۔

(امک شبہ کا ازالہ) یہاں پر مغرض یہ کہہ سکتا ہے کہ جب تمام اُمت درود میں شامل ہے۔ تو پھر رسولِ کریم کی تخصیص کے کیا معنی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خود خدا نے تعالیٰ جب اپنے بندوں پر مہربان ہوا اور اپنی رحمت کا دروازہ کھول کر صلائے عام کے قرائنے (ولبشر الصابرين

مجلسی علیہ ما علیہ) کی کتاب بحار الانوار اس بابہ کی ہے کہ اس کی نسبت کہا جائے کہ (لا رطب ولا یابس الا احصاها) گویا جو صفت خدا تعالیٰ نے اپنے قرآنِ عظیم کے لئے مخصوص فرمائی تھی۔ رافضی شیخ مذکور نے اس صفت کو ایک جھوٹے یا وہ گو شیعہ مجتہد کی کتاب کیلئے وقف کر لیا ہے بہ حال ایسی ایسی کتابوں کے مطالعہ کرنے کے بعد یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ شیعہ اماموں کا مذہب کیا تھا۔ اور وہ کون سے عقیدہ رکھتے تھے۔ وہ آٹھ صفات جو فرزندانِ یعقوب یا آلِ یعقوب کے لئے قرآن مجید میں ثابت کئے گئے۔ ان سے بدرجہا بڑھ کر اور کئی گنا زیادہ بُری صفات شیعہ اماموں میں موجود تھے پھر بھی ان میں اور ان میں ایک فرق بن پایا جاتا ہے۔ ان کے جرائم تو معاف کئے گئے تھے۔ کیونکہ جانیوں نے اپنے گناہ اور خطا کاری کا اقبال کر کے ان مائمی تو یوسف صلوٰۃ اللہ علیہ نے فرمایا لا تشرب علیکم الیوم کہ آج روز تم پر کوئی ملامت یا سرزنش نہ ہوگی خاطر جمع رکھیں۔ میں نے معاف کیا خدا بھی تم کو معاف کرے۔ یخضر اللہ کلکد و هو الرحیم الرحیم۔ اور والدہ حد سلام اللہ علیہ بھی فرمایا (سوف استغفر بکم رب انہ)

بالخصوص نماز گزار شامل ہیں۔ کیونکہ یہ دُعا بھی عموماً نماز کے ساتھ مخصوص ہو چکی ہے۔ البتہ مندرجہ شیعہ کے بیان سے میں اس حد تک متفق ہوں کہ اس میں عام اولاد رسول شامل نہیں۔ بیشک شیعہ سید شامل نہیں۔
آفریں باد پر ہی بہت مردانہ تو!
اس کار از تو آید و مردان چہیں کنند

”دُرُخ“ کا استعمال نگیز روپیہ

مردانِ پنجاب نے اپنے امام کے ارشادِ داتم علی دین من کتمہ اعزُّ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (بیشک تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو پوشیدہ رکھے گا۔ اللہ اُسے عزت دے گا۔ اور جو اس کو شعل کرے گا اللہ اُسے رسوا کرے گا۔) (اصول کافی ص ۵۵) کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے تفرقہ انداز عقائد کی منظم تبلیغ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ شیخان لکھنؤ شیعہ مشن اور امانیہ مشن قائم کر کے اہل سنت کے خلاف دلائل و اسرار شائع کر رہے ہیں پنجاب کی شیعہ انجمن اور شیعہ مجتہد علامہ عابدی کی طرف سے بھی متحد و کتا ہیں تالیف ہو چکی ہیں جن میں عبد حاضرہ کے سبائیوں نے آقاؐ کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام مصالِح ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی ہے

الذین اذا اصابہم مصیبتہ قالوا ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ (اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمہ واولئک ہم المہتدون) یعنی جو شخص بھی کسی مصیبت میں کہے (ان اللہ وانا الیہ راجعون) تو ان پر خدا کا درود اور خدا کی رحمت ہوگی۔ اور وہ نہایت یافتہ ہوگا۔ اب خدا کے مقابلہ پر کون ہے کہ اس کی رحمت کو بند کرے۔ لیکن ایک شخص کا نام سوائے رسول یا دیگر پیغمبر ان لیسکر اس کے پیچھے سلام یا درود کے مندرجہ خطاب کا لگانا اس واسطے ناجائز ہے۔ کہ وہ شخص یقین کے ساتھ خدا کا بخت ہو یا خصوصاً سمجھا جاتا ہے۔ اور ینوع ہے کہ سوائے وحی الہی کسی پر جنتی دُرُخ کا حکم لگایا جائے۔ لیکن بحیثیت اجتماعی اگر کوئی درود یا دُعا بلکہ درودِ غیر یعنی دُعا ہے مسلمانوں کو بشمول پیغمبر کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں محلیں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عموماً آنے والے اسلام علیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا کرتے تھے۔ اس میں جبکہ حاضرین کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خطاب ہوتا تھا۔

نمض (اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد) ایک دُعا ہے جس میں جملہ مسلمان اہل سنت

دُرُخْبَف کی تہذیب :- ہم اسے اس اعلان کے جواب میں دُرُخْبَف نے بائیں الفاظ اپنی نیک نیتی کا دعویٰ کیا۔ کہ ”با انصاف ناظرین ان نبروں کا مکمل مطالعہ فرمائیں اور عدل و ایمان سے ہماری نیک نیتی کی داد دیں۔ خدا کے فضل سے انہیں کوئی فقرہ و عبارت دلا زارہ ملے گی (دُرُخْبَف ۸ مارچ) سوالات نہایت نیک نیتی و خلوص سے کئے گئے ہیں۔ (دُرُخْبَف ۲۴ جنوری)

چونکہ دُرُخْبَف نے اب تک اپنی تفرقہ انداز روش کو ترک نہیں کیا اور اپنے آپ کو بے قصور اور اہل سنت کو مجرم ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ لہذا آج کی شاعت میں ”با انصاف ناظرین“ پر دُرُخْبَف کے دیر کی نیک نیتی۔ رواداری اور اعلیٰ اخلاق کی حقیقت واضح کی جاتی ہے دُرُخْبَف کا کوئی پرچہ ایسا نہیں جس میں ان اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ نہ کیا گیا ہو۔ مگر بطور نمونہ صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

خاکسار مدثر شمس الاسلام کی نسبت درفشانی زلزلے میں۔ ”گوی ملاکی سفاہت۔ بے روزگار۔ کم علم۔ پست خیال۔ ملوث۔ غیر معروف۔ بے حیثیت۔ بے حقیقت۔ نہریات زرع زرع بنے بنے کر رہے۔ دامن سگ بدقمہ دوختہ بہ۔ ناپاک دل کی تعفن۔ ناپاک ضمیر کی کفریہ تعفن۔ کیا پری اور کیا پری کا شور“ (دُرُخْبَف ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء) زہر انگل کریمیری سنت پوری کر رہا ہے۔ امیر حزب اللہ کے دسترخوان

یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ اور الدین شاگردوں کو مجموعہ سنیات اور بدترین خلائی ثابت کر کے دین ستین کی بڑوں پر کاری ضرب لگانا چاہتے ہیں سیالکوٹ کا رافضی حبیرہ بازاری گالیوں میں سرخوردار استنہزار سب و دشنام کا پلندہ دُرُخْبَف مفتہ دار شائع ہوا ہے۔ ان کا دیر اہل سنت و اہل تشیع میں بھی سرکھپول کرانے کی کوشش میں منہمک ہے۔ صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور شریف نے اپنی ہفتیہ مخزنہ کا نکاح رجوع سیدان کے رئیس زادہ سے کر دیا جس کے متعلق صاحب زادہ صاحب مدمرح نے بقام سیال شریف حلیہ بیان کیا تھا۔ کہ رئیس زادہ موصوف مذہب تشیع سے ثابت ہو چکا ہے۔ دُرُخْبَف نے ہمارے اختلافات سے فائدہ حاصل کر کے انتہائی اشتعال انگیزی اور کذب بیانی سے کام لیا۔ علمائے اہل سنت کے خلاف دلا زار مضامین کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور صاحبزادہ صاحب جلالپوری کی حمایت کرتے ہوئے بزرگان اسلام پر زبان طعن و تشیع دراز کی۔ اس کے متعلق شمس الاسلام جلد ۴ نمبر ۲ میں اعلان کیا گیا تھا۔

”دیر دُرُخْبَف“ کو بخیری مناظرہ کا شوق ہو تو اس کا بیوقوف پوز ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ حقولیت پسندی اور دوا داری سے کام لے کر تہذیب و ممانت کو ہتھ سے نہ لے۔“

کی ریزہ چینی اپنے لئے باعث برکت و افتخار سمجھتا رہا ہے۔ ”دُر
نخت کیم فردوسی“ بگوشی کے مضمون پر بے ساختہ کہہ اُٹھیں گے
چھین چھینٹیں چھین چھینٹا بجان اللہ بجان اللہ حق حق تو کون کون
۸ مارچ

خاکسار اس نہایت نوازش کے جواب میں کچھ عرض کرنے سے
مندرد ہے۔ ایک ایک لفظ سے خلوص۔ نیک نیتی اور
رواداری کا اظہار ہو رہا ہے۔
برم گفتی و نور سندم عفاک اللہ کونگو گفتی

جواب تلخ نے زبید و دایاں لیسر شیعہ را
علمائے اہل سنت کو تسخیر و استہزا کا نٹ نہ بناتے ہوئے
لکھتا ہے۔

”سرمندے بھی ڈاڑھیاں۔ سر پر ٹوڑی کی ٹوپیاں۔
کالوں میں سوک جیبوں میں وٹا بنیاں سکر میں نیلے نیلے
تہ بندہ ہاتھوں میں عصا تین پر قبا و عبا۔ اور قبا و
گفتار میں ایک ایک قلا عودی دوسرے پر سبقت کرتا
اور ہر ایک کے گلے میں عین کی کٹدی پھنسی ہوتی۔۔۔
ہم نے ایسے سینکڑوں کم ظرف۔ تنگ دل۔ محدود
کینے ملا دیکھے ہیں جو ضلع جھنگ کے شیعہ سادات
کا چوکھٹ پر اپنی عمریں اس امید میں گزار چکے ہیں کہ
انہیں ان رؤسا کی استغنا نوازی ہی کی کوئی تکبیری
مل جائے۔“ (دُر نخت ۵۵ اردو فردوسی صفحہ ۴۴)

اس دشمن علم و عقل نے شیعہ رؤسا کے ہاں کسی جاہل ایمان

ملا کو دیکھ کر تمام اہل سنت کو نہایت فی میل پیرا میں
خطاب کیا ہے۔ اس دشمن قرآن کو قرآن مجید سے جو
عداوت ہے۔ وہ ان سطور سے ظاہر ہو رہی ہے۔ اس
ابلیس علیہ اللعنت سے اس قدر محبت و عقیدت ہے کہ قل اعوذ
برب الناس پڑھنے والے اسے ایک آنکھ نہیں جاتے۔
قرآن مجید کے صحیح تلفظ سے اسے عار ہے۔ عین کو صحیح
مخرج سے ادا کرنا اس کے نزدیک کفر ہے عجبت و محبت
اور ہودایت کی رگ اسے عداوت قرآن اور حمایتِ شمس
پر آمادہ کر رہی ہے۔ اسلامی لباس و شکل و صورت سے ان
تسخر ہے کہ لکھتا ہے۔

”ناظرین درخت پر دافع ہونا چاہئے کہ ماہریت
نہیب سنت جماعت کو ایک حد تک کیا نام ذرا
چھوڑ چکے ہیں۔ وند اللہ تعالیٰ کے فضل سے منہ پر
موجھ کی ذات صفات تک نہ تھی۔ اور نہ ختم ہونے
حالی ابدی دائرہ سے شب ہجران میں ہی طول
کی دعائیں پیدا ہوا کرتیں۔ نیز حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ
کے اس ارشاد سے

”نہ ہر کہ سر ترا شد قلندر ری رائد“
کے باوجود بجائے سر کے ہمیشہ فٹ بال پر محامہ باندھ
کئے۔ نیز اپنے پا جھامے کے پانچھ ماہریت کی
لمبہ خیالی کا آئینہ تھے۔ غرض اچھے خاصے بوچڑ
بنے پھرتے تھے۔“ (دُر نخت ۸ مارچ صفحہ ۴۴)

مذکورہ بالا عبارتوں میں مدیر درخج نے حب ذیل افعال پر استہزا و مسخرے کام لیا ہے۔

(۱) سرمنڈانا۔ اس کے متعلق ملا باقر مجلسی مجتہد زبیب شیعہ لکھتا ہے: "بیچیک از پیغمبران سر را نمیکنداشتند۔۔۔۔۔" دو چیز سنت است یا نہ کہ موٹی سر را بنتراشند و اس بہتر است (حلیۃ المتقین ص ۱۹)

(۲) لمبی وارطی۔ اس کے متعلق حلیۃ المتقین ص ۳۱ پر ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ گرہے بخدمت حضرت امام حسین علیہ السلام آمدند۔ و دیدند کہ آن حضرت بسیاہی خضاب کرہ است و اس دریں باب از آن حضرت سوال کردند دست پر ریش گذاشته فرمودند کہ اگر دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آتو۔۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ریش مبارک اتنی لمبی تھی کہ روایت میں ہے کہ دست بر ریش گذاشتہ فرمود۔

(۳) عمامہ۔ اس کے متعلق ملا باقر مجلسی حلیۃ المتقین ص ۷۰ پر لکھتا ہے۔ عمامہ بر سر بستن سنت است و باعمامہ تحت الحکم بستن سنت است۔ و یک طرف عمامہ را از پیش و دیگرے را از عقب انداختن بروش سادات مدینہ منورہ سنت است۔

(۴) مونچھیں گھانا۔ اس کے متعلق شیعوں کے مجتہد علامہ باقر مجلسی حلیۃ المتقین ص ۱۱ پر لکھتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ سنت است شارب گر قنن

تا آنکہ برسد بدم لب بالا و حضرت صادق علیہ السلام شارب را آن قدر میگزفتند کہ بہتہ موی میرسید۔ اور سنئے۔ لکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر کہ شارب نیچرہ از مانت۔

(۵) عصا۔ اگر عصا لکھنا امر قبیح ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کا عصا و دنیا میں مشہور ہے (۶) پا جامہ کا شٹھنوں سے اونچا ہونا۔ اس کے متعلق ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حلیۃ المتقین ص ۹۰ میں لکھتے ہیں۔ جامہ را کوتاہ کن کہ آلودہ نہ شود۔ و در روایت دیگر بردار کہ بر زمین کشیدہ نہ شود۔۔۔۔۔ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ با لوزن فرمودند کہ ہر کہ از روئے تکبر جامہ اش را بر زمین کشد حق تعالیٰ در روز قیامت نظر رحمت باد نہ فرماید۔ و از امر و تا نصف ساق است۔ و تا بند پایم جائز است و زیادہ در ش است۔

بوچر کون ہے ؟

نقوی البخاری مدیر درخج نے مذکورہ بالا چھ افعال کے ترکیب کو بوچر کا خطاب دیا ہے۔ اور ملا باقر مجلسی مجتہد مذہب شیعہ ان تمام افعال کو پیغمبروں کی سنت۔ اور امام حسین علیہ السلام کی سنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت کرتا ہے۔ یہی نقوی البخاری نے دراصل شمس اثیم و انبیاء و بوچر کا خطاب دے کر

دشنام بازی اور سب دھرم سے کام لیا ہے۔ دراصل وہ اپنی عاداتِ بد سے مجبور ہے۔ نتیجہ عذرستہ الوداعین لکھنؤ کے آرگن الو عظمیٰ نے ماہ ستمبر ۱۹۷۲ء میں اعلان کیا تھا :-
”کرسا شیخوں کے کوئی فرقہ دنیا میں ایسا نہیں ہو جس کا وظیفہ لعنت کرنا ہو۔ جو دن رات اُٹھتے بیٹھتے لعنت کیا کرتا ہو۔ دیگر افراد مردم نے بے غوری یا بے انصافی سے ہماری وکس مائیز نماز خصوصیت کو صفت ذم قرار دیا ہے۔
کرسمہ دشنام بندہ بچے کے طاعت باشد
نہ سب سلوم و اہل مذہب سلوم

اسی لئے سب و دشنام و لعنت بازی اور تہری کی عادت سے مجبور ہو کر نقوی انجاری نے انبیاء کرام کو بھی کو سنا شروع کر دیا ہے۔

نقوی صاحب کا حلیہ - درخجف ۸ راریچ صفحہ ۴ پر لہائیت قنات - خلوص اور نیک نیتی سے اپنے شعلق لکھتے ہیں
آہ! نہ تو وہ کھوپری کی چمک ہی نہ دارھی کی چمک! وہی
کینتھے کہہ قاف کی پری تھے۔ نہ نیکھے کی ضرورت نہ مغل
کی حاجت۔ بہر کیف اس عجیبے صیف شتا و صیف قائمہ؟
دارھی نوچنے سے عہد ماضی کو رجعت نہیں ہو سکتی۔

نقوی صاحب کو اپنے پری ہو سکا زمانہ یاد آ رہا ہے اور اسی شوق میں دارھی کا صفایا کر کے پری تراوینا چاہتے ہیں مگر امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ لہ ایسے حلیہ والوں کی حقیقت ظاہر فرمادی ہے۔ شیخوں کی معتبر کتاب اصول کافی

کتاب الجملہ ۲۱۱ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد موجود ہے کہ مروان کے لشکری وہ ہیں۔ جو دارھیوں کو مونڈتے اور مونچھوں کو چھوڑتے ہیں۔ پس نقوی انجاری صاحب اصل مروان کے متبعین ہیں سے ہیں۔ پس نقوی انجاری صاحب دراصل مروان کے متبعین ہیں سے ہیں۔ اور اہل بیت کی محبت کے دعویٰ میں مصداق نہیں ہو سکتے۔ نیز درخجف مورخہ ۵ اربارح ص ۱۱ پر شیلے شدہ نظم کا ایک بند نقوی صاحب کیسے کافی ہے۔

گھر سے پرے کو بڑھا کر بھی مسلمان ہے!

شکل انگریز بنا کر بھی مسلمان ہے!!

پیشینقی سر نہ جھکا کر بھی مسلمان رہے

اور دارھی کو مسنڈا کر بھی مسلمان ہے

ہے جوش ہوشیل یہ تو وہی بات ہوئی

وند کے زند ہے ہاتھ سے جنت بھی نہ دی

درخجف نے لکھا ہے کہ چند گنگال ملائی امتیہ کے وظیفہ

و پیش خرا کچھ ایسی حرکات مکینہ پر اتر آئے ہیں۔ کہ بحر قلم

اٹھائے بن نہیں آتی۔

(درخجف جلد ۱۴، نمبر ۷ صفحہ ۷) حلیہ المؤمنین علی کرم اللہ

وجہ کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق قارئین ایسے لطیفہ

خواروں کو بچان سکتے ہیں۔ نبی امتیہ میں سے مروان ب

سے زیادہ شدید النفس تھا۔ مروان کا لشکری یا اس کے

وظیفہ خوار کو اس کے حلیہ سے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

سجادہ نشین جلالپور شریف اور ہم

صاحبزادہ

سید محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلالپور شریف کی ہمشیرہ کا نکاح رجوعہ کے رئیس زادہ سے ہوا۔ رجوعہ کا خاندان سادات اہل تشیع میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ علمائے اسلام نے اس رشتہ کو از روئے شرع اسلام ناجائز قرار دیا۔ خاکسار نے بھی خادم شریعت ہونے کی حیثیت سے اپنے پرانے رفیق کا اور حافق محب صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب کے خلاف سخت و خف کا اظہار کیا۔ درخت نے اپنے موقع پر اہل کو اشتعال دلانے کیلئے ایک نظم شائع کی جس میں دیرپہ شاہ صاحب موصوف کی سخت توہین کی۔ اس نظم میں ظاہر کیا گیا کہ

مبارک ہو کہ رشتہ پیر نے شیعوں سے بڑا ہے
یہ جہت فرقہ پرستی کا پھر اک سید نے توڑا ہے

ادھر حمید کی پوتی ہے ادھر پسر حسین ان کا

کیا ہے عقد شرعی پشت شیطان پر یہ کوڑا ہے

(درخت ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء)

مگر شک ہے کہ صاحب زادہ صاحب جلالپور شریف نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ رافضی تہرائی سے کسی

عدوت کا نکاح جائز نہیں (پیغام ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

اس لئے نقوی بخاری کا کوئی حق نہیں کہ ہمارے باہمی اختلافات کی خلیج کو وسیع کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے مفاد اور غرض

انداز اشخاص ہمیشہ جلب زر اور ذاتی منفعت کی غرض سے ایسے موقع کی تاک میں رہتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں میں باہمی کشت و خون کرائے کا موقع مل سکے۔

صاحبزادہ سید محمد فضل شاہ صاحب جلالپوری شیعوں سے مناکحت جائز نہیں سمجھتے شیعوں کو گمراہ اور

دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اس معاملہ میں انہوں

نے اپنی پوشیدہ کھلیقت ریریں صاف کر دی ہے۔ اور سبیل

شریف میں انہوں نے حلیفہ اپنے عقائد کا اظہار کیا تھا۔

باقی رہا رشتہ داری کا معاملہ۔ شاہ صاحب موصوف اعلان

کر چکے ہیں کہ غلام محمد شاہ صاحب سکنہ رجوعہ اہل سنت والجماعت

کا عقیدہ اختیار کر چکے ہیں۔ اگرچہ ابھی تک علامتہ المسلمین

کے نزدیک یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ اور ہمارے پاس

بھی اس امر کا کوئی تحریری ثبوت موجود نہیں ہے۔ مگر ہمیں

خوشی ہے کہ نفس سئلہ یعنی عدم جواز نکاح سنیہ با مرد

شیعی میں شاہ صاحب موصوف علمائے کرام کے ساتھ

اتفاق رائے کا اظہار فرما چکے ہیں۔ اب اگر بزم درخت

یا لوگوں کے قول کے مطابق صاحبزادہ صاحب جلالپوری

نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک شیعی سے کر دیا ہے تو یہ ان

ذاتی فعلی ہے جس کیلئے اہل سنت و جمہ دار نہیں ہو سکتے۔

نقوی کی غیر اسلامی حیثیت۔ اسلام نے مساوات

کی تعلیم دی ہے۔ جنہ و خواہ۔ آقا و غلام کی تعلیم کو دور کیا

ہے۔ مگر سرمایہ پرست نقوی۔ اقتدار پرست نقوی۔

زیر پرست نقوی۔ دفتری حکومت کے ذیل کارندوں کا
کاسہ لیس نقوی یوں درخشاں ہے۔

”اکسٹرا اسٹنٹ و سپرنٹنڈنٹ صاحب آزیل
اس پوزیشن کے ہو سکتے ہیں کہ گویاں و دیوان ان
کے چھڑوں کی لید اٹھائیں“ (درخف ۱۵ جنوری)

نقوی صاحب نے درخف ۱۵ فروری صفحہ ۹ پر ایک تصویر
شائع کی ہے جس میں آپ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آئینہ
پر قبیلہ سائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ڈپٹی کمشنر صاحب
اردو انہیں ملاقات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے چپڑا اسی آپ کا
آسان تہ بھی نہیں سمجھتے کہ ڈپٹی کمشنر کے گھوڑے کی لید
بھی اٹھا سکیں۔

”تبریزی بازی“۔ درخف ”علامہ صحابہ کرام کے خلاف
سب کو ختم و تبریزی بازی سے کام لے رہا ہے۔ اہل سنت
نہ ہی احساسات کو مدد پہنچانا اس کا دلپند شاخہ ہے
لکھا ہے۔“

”مکن نہیں کہ مولاعلی سے معرفت رکھنے والے معاویہ
کے مادہ عوہو کے پرستار ہو سکیں“ (درخف ۱۵ جنوری)

یہ صریح گالی ہے۔ اور بزرگین مسلم آزار و ذہمت کا اظہار
ہے۔ اپنی اشاعت مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۹
کالم اول میں لکھتے ہیں کہ ”لوگوں نے اصرار بھی کیا کہ آپ
اصحاب شلاف کی مٹی خواب کریں۔“

جس دیدہ دین کا قہلم صحابہ کرام کی گستاخی کا مقرب جیسا
ہے۔ اس کو علمائے کرام و صوفیائے عظام کی بے ادبی
و گستاخی کرنے سے کوئی چیز سدک نہیں سکتی۔

صوفیائے کرام کی مجلس ہمارے کے متعلق لکھا ہے کہ حال
قال سے غمروں کی طرح حق سر حق حق حق کی آواز آئیگی
(درخف جلد ۲ نمبر ۹)

تقریب و علم پرست۔ دلدل پرست اور بہت پرست
نقوی اہل سنت کو شیخین کا پجاری ”لکھتے ہوئے ذرہ
نہیں شرماتا۔“ (درخف جلد ۱۲ نمبر ۱۰)

حالانکہ خود تسلیم کرتا ہے کہ ”دعا بھر کے جہاد علم و اہل علم
کے دشمن علیت و آدمیت سے متبر آل محمد کی دوستی کا
دم بھرتے ہوئے شیعیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔“ (درخف

جلد ۱۲ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰) پس شیعوں کو اہل سنت پر زبان نیچ
درا کر لے لاکوئی حق نہیں۔ اور اہل سنت بھی شیعوں کو
علیت و آدمیت سے متبر خیال کر کے مدد دے کام لیتے
ہیں۔ مگر ان کی حد سے بڑھی ہوئی خلاف انسانیت کا

پرتادیب کرنے کا انہیں حق حاصل ہے شیعوں کو علیت
و آدمیت کے زیور سے آراستہ کرنے کا کام درخف کو

پسند نہیں ہے۔ اور اس طرح جہالت و انا باری گھانا اپنی
قوم پر مسلط رکھنا چاہتا ہے یہ سب اسلام کی چمک و شگفتگی
کی گھٹائیں دُور ہو رہی ہیں۔ مگر شیرہ چشمیوں کو اس کی
چمک گوارا نہیں۔ صاحبزادہ مولانا غلام محمد سیکر صاحب

نامی کچھ عرصہ سے شیعوں کی اصلاح کیلئے بلا معاوضہ ن
تالیف کا کام کر رہے ہیں۔ ایسے ناصح و مشفق اور مہربان
مسلم کی شان میں تقویٰ صاحب نہایت خلوص نیک نیتی
سے ارشاد فرماتے ہیں۔

”لاہور کا سیم زادہ یا صاحب زادہ غلام بھٹی جو بھٹ

لو کا بدستگیر ہمارے ہی دل پہلنے اور جان کھانے

کو سید ہوا تھا۔ کہ اسکی زلیات۔ نہ زلیات اور خفا

کو دل گچھا یا چھڑ چھاڑ کا بہانہ بنا لیا جائے۔۔۔۔

جمل و حماقت کا دیدیا بیت الخلاء کے لوٹے میں بند

کر رکھا ہے جس کی عفونت کی تاب ابو حنیفہ کے

بغیر کوئی بھی نہ لاسکے یہ مغلستانہ انداز (درخشف جلد ۱۲)

قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ کس قدر ہر لفظ سے نیک نیتی و خلوص کا

اظہار ہو رہا ہے۔ ”درخشف کے ہر چرچہ میں ”نشاط و لغو کا“ کے

عنوان سے ایک خاص ضمن شایع ہوتا ہے۔ جس میں اپنے

مسخروں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جس شخص کو نشاط و لغو کا لفظ گاری

سے ہی حاصل ہو سکتا ہو۔ اس کے اخلاق کا اندازہ لگانا

و شواہد نہیں۔

حضرت علامہ عبد الشکور صاحب لکھنؤ کی ذات اقدس

و نیائے تشیع میں طعن و تشنیع کا نشانہ بن رہی ہے حضرت

مدفح کا قصور صرف یہ ہے۔ کہ آپ نے شیعوں کے

ذہب کی حقیقت و نیابہ آشکارا کر دی ہے۔ اور علامہ

مدفح کے مقابلہ سے تمام شیعہ مجتہدین عاجز آچکے ہیں۔

آپ کے جریدہ الخبیر کا مقابلہ کرنے کیلئے شیعوں کے کئی اخبارات

کو ب۔ درخشف شیعہ۔ اثناعشریہ۔ سہیلی بنی البشر۔ المصلح

غرض بیسیوں جوائیز نکلے۔ شیعہ امر کرنے نہرا رہا رویہ سے اہل

کی۔ مگر حق کے سامنے باطل کو جم کر رٹنے کا حوصلہ نہرا شیعوں

کے دلائل ادران کے مضامین پچھلے مہرچوں کی طرح

حق و صداقت کے گولوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور آج درخشف کو

اعتراف ہے کہ

”سہیلی بن قوم کی سرو مہری کی نذر نہرا۔ اصلاح یکسی کی

حالت میں سسک رہا ہے۔ اور غلط بھی شاید نہ پائیے

شان نظر نہیں پاتی۔ درخشف جیسے مونس و مونس کا

تو ذکر کرنا بھی موجب ندامت ہے۔ سیکڑوں بلعدن ایمانی

سالانہ چندہ ادا کرنے سے انکار کر گئے۔ گٹ ڈاک کا

فوج وصول نہ ہونے کے باعث اخبار لیت رہتا ہے۔“

درخشف جلد ۱۲ نمبر ۱۲ ص ۱۲

کیا وجہ ہے کہ وہ رسائل و اخبارات جن کا آغاز نہایت

وہوم و دھام و شان و شوکت سے فتنہ غم الخبیر کے انداز

کیلئے ہوا تھا۔ اور جن کی سرسختی اس قوم نے کی جوائیز ذہب

تبلیغ کیلئے کر دیا رویہ ہر سال تخریہ۔ دو اخبار۔ امام بار

و مشیر خوانی وغیرہ صد بدعات و رسوم میں خرچ کرنے سے

دینغ نہیں کرتی۔ ایسی قوم نے ایسے جوائیز کو فروغ دینے سے

امداد دی۔ مگر آخر کار یہ اخبارات نے مقصد میں ناکام رہے۔

اور شیعوں نے بھی ان کا وجود اپنے لئے مفید نہ سمجھا۔

اور مسجد اور لکھے پڑھے شیعوں نے ایسے اخبارات کی اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور شخص اسلام اور انجیم کے حملوں کی تاب نہ لا کر تمام شیعہ جرائد و مکتوبات پر ایسے ہی۔ انجیم نے معاملہ فہم حضرات سے گذارش کی تھی کہ وہ درخجف جیسے مغربین کے زبان و قلم کی اصلاح نہ کریں۔ اس کے جواب میں درخجف کی مقبولیت پسندی ایک نیتی اور جنسوں کا ملاحظہ فرمائیے۔

انجیم کی ان شکری ٹھٹھوں اور سنوئوں کو ہم جانتے ہیں کہ اس کے بدن میں بھوکہ کے چہرے طرح ہے ہیں۔ وہ نہ کہ نہیں کچھ سکتا کہ ایک شخص اسلام کو صراط الملیل سے کیا فرض۔ وہ شخص جو مرجب و مروج عہدہ کے قتل کا انتقام و انتقام جدیدی سے لینا چاہتا ہے۔ اسے اسلام کا راہ صاف کرنے کی کوئی مصیبت درپیش ہے (درخجف جلد ۲، نمبر ۱، ص ۱۰۰)۔ عبدالشکور اور شکور و شکو دیا سے کہ خطا غلطی سے کیا عداوت ہے اس کی وجوہات من حیثہ العلم ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ تاہم یہ کہ مروجانی رنگ میں شیعہ شخص کسی کا فرمایا ہو دی کا

..... ہے۔ اور کفار و کفر کو جناب امیر علیہ السلام کا فیضان و اسقر کرنا ظاہر ہے۔ پس ہی انتقامی رنگ اس کے پسند پڑکینہ میں شعلہ زن ہے۔ یہ شخص اسلام و اصل نہ سنی ہے نہ اہل حدیث بلکہ یہودی اور کافر ہے۔ (درخجف جلد ۲، نمبر ۱، ص ۱۰۰) یہ یہودی (علامہ عبدالشکور) ہے حقیقت اور کنگال ملا ہے۔ قرآن کریم میں اس کی قوم کیسے ذلت و مسکنت کی افشاں چکی ہے۔ پس یہ ذلیل بلکہ اول اور غریب سنی مسلمان بن سکے گا پس میں لڑا کر ان کا تماشہ دیکھنے اور جلب منفعت کی فکر میں ہے۔ (درخجف جلد ۲، نمبر ۱، ص ۱۰۰)

کذب بیانی :- کذب بیانی اور بہتان طرز بیانی درخجف کا لایہ شام شیعہ جرائد سے بڑھا ہوا ہے۔ کوئی نمبر اور ہر نمبر کا کوئی ایسا صفحہ نہیں جس میں لا تعد و کذب بیانی سے کام نہ لیا گیا ہو۔ ذیل میں چند اسورہ بالانصاف ناظرین کے غور کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔

جھوٹ نمبر :- درخجف نے خاکسار ویر شمس اسلام کو جھنگ کے سنی و شیعہ فساد کا بانی قرار دیا ہے۔ حالانکہ آجنگ

لے بقول درخجف شیعوں میں علیہ و آدمیت سے متبرک۔ زمانہ بھر کے جہاں علم و ادب کے دشمن اشخاص کی کثرت ہے۔ ایسے اشخاص کو تحقیق حق سے غرض نہیں ہوتی۔ درخجف آجکل اسی قماش کے شیعوں کو خوش کرنے کیلئے متوجہ استہرا کام لے رہا ہے۔ اسے ہے کہ اس کی یہ تدبیر کارگر ہوگی۔ اور اس کی اشاعت کافی ہو جائیگی۔ زمانہ بھر کے جہاں اس کی روش کو پسند کریں گے۔ حد درجہ ہمارا ہمارا فہم شیعہ اس نیز ہر جگہ ہی شیعہ ہیکوٹ کی ایک شیعہ انجمن نے بھی گذشتہ سال درخجف سے بیزار کی اطلاع کی تھی +

جھوٹ نمبر ۴۔ جوگ آگ بیکر حضرت فاطمہ کے گھر گئے اور گھر بھونکنے کی دھمکی دی وہ امی البتار ثابت ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرماؤ قشلی۔ کتاب الامت والسیاتہ اور عارض النبوة لاسعین (درخف جلد ۱۴) نمبر ۱۰۔ ص ۳۷

درخف یا درخس اور اس کے یاران ہم مشرب جمع ہو کر قیامت تک بھی مذکورہ بالا الزام صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ اہل سنت کی کسی معتبر کتاب میں کسی معتبر صحیح سند سے یہ واقعہ درج نہیں۔

جھوٹ نمبر ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمرؓ نے لمبوزی تجویز کر دی (درخف ص ۱) فوذ باللہ من فذہا لھنوات۔ اس میں شاید قصہ قرطاس کی طرف اشارہ ہے۔ مگر متعصب و ضدی مخالف کا فرض ہے کہ انجم کے اس چیلنج کا جواب دے جو کئی سال سے شیعہ دنیا کو دیا جا رہا ہے۔ اور شیعہ مجتہدین اور شیعہ جریدہ ہل میں اس چیلنج کے جواب عاجز آکر اپنے لبوں پر گھر کوٹ لگا بیٹھے ہیں۔ اہل سنت والجماعت کی کسی معتبر کتاب میں کسی سند صحیح کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول دکھا دو۔ ورنہ خدا کے منصب کے در کو افزا پر دازی سے باز آؤ۔

جھوٹ نمبر ۶۔ (تسلیل نے) رسولؐ کو کہنے کیلئے اور علماء کو قریب دینے کیلئے سورہ بقرہ کو ابوبکر کی شان میں قرار دیا اور سورہ آل عمران کو حضرت عمر کی شان میں قرار دیا اور حضرت

خاکسار کو گھیا نہ میں کبھی تقریر کرنے کا موقع نہیں ملا اور اکبرین حزب الانصار یا میرے شاگردوں میں سے کسی شخص کا فساد کے دنوں میں دہاں موجود ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور جنگ کا کوئی شیعہ بھی ایسی دلیلی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مگر تقویٰ البخاریؒ نے کامیابی مدیر درخف محض ایک نتیجہ و انصاف پسندی کی وجہ سے ایسے سیاہ جھوٹ کا ذکر کیا۔

جھوٹ نمبر ۷۔ درخف ۵ ارجحوری ۱۹۳۷ء صفحہ ۳ کا لم ۴ میں لکھا ہے امیر حزب اللہؒ نے گاؤں کو خید و جوت کی بنا پر مجلس شوریٰ سے نکال دیا ہے۔ یہ سراسر کذب افتراء ہے۔ خاکسار نے حزب اللہ کی رکنیت خود استعفیٰ پیش کیا تھا جس کی منظوری کی دستخطی رسید میرے پاس موجود ہے۔

جھوٹ نمبر ۸۔ پچھلے دنوں بھیرہ ضلع شاہ پور میں شیعوں کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا جس کے سننے سے رونے لگے کھڑے ہوتے ہیں۔ (درخف جلد ۱۲ نمبر ۱۔ صفحہ اول)

ان سطور کو پڑھ کر بھیرہ کے شیعہ بھی اپنے اخبار کی اس صریح افتراء پر داری پر ہنست کر رہے ہیں۔ بھیرہ میں آج تک کبھی سنی و شیعہ فساد نہیں ہوا۔ مذہبی اختلاف کے باوجود سنی و شیعہ باہمی رواداری و اتحاد سے زندگی بسر کر رہے ہیں

حزب انصار کے جلسہ سالانہ چلمہ آور ہوئے والوں یا حملہ کے مداخلت کرنے والوں میں ایک بھی شیعہ نہ تھا۔ لہذا اس کو شیعہ سنی فساد قرار نہیں دیا جاسکتا۔

کہ اولیاء اصحاب انارہد فیہا خالدون خالداً
سے حضرت خالد سیف اللہ کے فضائل بیان کرنے لگیں
..... گویا کلام اللہ کی جھک جھک اور رسول اللہ
کی بک بک دونوں کی یہ گت بنائی۔ اب ان کے عوام
اناس کے طریقہ کو ملاحظہ کیجئے۔ ادم ہا سے بچے بھی
انہیں لوگوں سے سن کر بے ادبی کرنے لگے ہیں۔
(درجس صفحہ ۴۴۔ جلد ۱۲ نمبر ۱۰)

ان الفاظ میں اہل سنت کے خلاف بے بنیاد الزامات عائد
کر کے افتراء بازی سے کام لیا گیا ہے۔ کوئی شیعہ کسی شئی کی
تصنیف سے امور مذکورہ بالا کو ثابت نہیں کر سکتا۔ مگر ہم
شیعہ ائمہ کی کتابوں سے ثابت کر سکتے ہیں کہ معانی کو بدلنے اور
اپنے مطلب کے موافق الفاظ کو ڈھلے لٹکتے قرآن مجید میں کھنڈ
تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ زائد حال کے شیعہ ذاکرین کی عجیب
غریب تفسیر کے نونے درج ذیل ہیں۔

(۱) خیر المصوب علیہم علی علیہ السلام کا نام درج ہے
(۲) ان من شیعۃ لبراہیم (الایہ) اس سے ثابت
ہے کہ ابراہیم علیہ السلام شیعہ مذہب رکھتے تھے۔
(۳) علت ایدہم سے ثابت ہے کہ ہاتھ باندھ کر نماز
پڑھنا حرام ہے۔

(۴) اگرہ میں تقریر کرتے ہوئے ایک شیعہ مجتہد نے
دفعہا مکنا علیا سے فضائل سیدنا علیؑ ثابت کرنا چاہا۔
جس پر کسی دل جلیے شئی نے پکار کر کہا۔ ہاں ٹھیک مگر اندہ

کان صدیقاً نبیاء۔

(۵) رضی اللہ عنہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے انہیں رد کر دیا۔
۱۱۰ فصلت سے مراد غم و اہم میں سینہ کو بی کر ٹھپے۔
وغیرہ وغیرہ۔

عوام ذاکرین کا قول شاید نقوی صاحب کیلئے
محبت نہ ہو۔ مگر ملاحظہ کیجئے حیات الطوب ٹولفہ علامہ باقر
مجلسی مجتہد مذہب شیعہ جلد سوم صفحہ ۱۵۵۔ حیات و طاعات
سے مراد ابوبکر و عمر ہیں۔ قرآن میں اولی الامر منکم
در اصل والی اولی الامر منکم تھا۔ صفحہ ۱۰ (قرآن
میں) فرعون سے مراد ابوبکر۔ سامری سے عیسیٰ اور جاثیق
سے عثمان مراد ہے۔ گویا خدا بھی تقیہ سے کام لیتا تھا
اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا صواب طور پر نام لینے
سے ڈرتا تھا۔

ایمہ شیعہ کو اہل عرب میں قرآن کے مافی غلط بیان
کرنے کی ہمت نہ تھی۔ قرآن مجید ان کی اموی زبان میں
تھا تھا۔ اس لئے وہ اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے
کے لئے قرآن مجید کو تحریف ثابت کرنے پر مجبور ہوئے
ملاحظہ ہواصول کافی جس میں بتایا گیا ہے کہ حسب ذیل
آیات قرآن میں موجود تھیں جو نکال دی گئیں۔

لا الہ الا انت ربکم وان محمد رسولک و علیا امیر
المومنین علیہ السلام ص ۳۶۔ (۲) ان یطع اللہ
رسولہ فی ولائہ علی والاحمۃ من بعدہ کافقہ فارضون

عظیماً ۲۶۳۔ رَسَمٌ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ كَلَامِ
فِي مُحَمَّدٍ عَلَىٰ وَالْفَاطِمَةِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْإِمَامَةِ
مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ ۲۶۴۔ (۴) سَيِّمُوا شَتْرَ وَبِهِ
الْفُسُومِ إِنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي عَلِيٍّ بِخِيَانَةٍ
مَنْ ۲۶۵۔ (۵) إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا
فِي عَلِيٍّ ۲۶۶۔ (۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ
آمَنُوا بِمَا نَزَّلْنَا فِي عَلِيٍّ نُوْرًا مَبِينًا ۲۶۷۔ (۷) وَ
لَوْ أَنَّهُمْ قَفَلُوا مَا يُؤْغِطُونَ بِهِ فِي عَلِيٍّ دُكَّانَ خَيْرٍ
لَهُمْ ۲۶۸۔ (۸) فَتَعَالَمُونَ مِنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ
مَبِينٍ يَا مُحَشَّاتُ الْكُذِّبِينَ حَيْثُ أَبَا نَكَمٍ رِسَالَةٍ
رَبِّي فِي وَلائَتِهِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْإِمَامَةُ مِنْ بَعْدِهِ
مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مَبِينٍ ۲۶۹۔ (۹) سَأَلَ
سَائِلٌ بَعْدَ ذَٰلِكَ وَقَعَ لِلْكَافِرِينَ فِي وَلائَتِهِ عَلِيٍّ
لَيْسَ لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۲۷۰۔ (۱۰) قَالُوا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ
بِوَلائَتِهِ عَلِيٍّ الْأَكْفَرُ ۲۷۱۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

وہ نصف آگے چل کر جب ذیل الفاظ نقل کرتا ہے۔ اور بیان
کرتا ہے کہ یہ الفاظ ہمارے بچے سنیوں سے سُکرایا کر لیتے
ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ بچوں کی زبان سے یہ الفاظ
سن کر خواہ مخواہ انہیں غریب سنیوں کے ذمہ لگانا چاہتا ہے
”الحمد کی نانی چمکو والحصہ نانی کپڑے۔ اٹھائی
ہاتھ اور دوسری منڈے کلاسوف تعلیم۔ اور کڑے

کو چھڑنے کیلئے کان من الکافین“۔
قرآن کی ایسی بے ادبی کا فخر اسی مذہب کے پیروں کو حاصل
ہو سکتا ہے۔ جن کے ایمہ بھی تحریفِ کلامِ الہی میں حیلے
نہیں شرتاتے۔

جھوٹ گھرے۔ درخس اپنی اشاعت موزعہ
یکم فروری ۱۳۳۸ء صفحہ نمبر ۳۰ پر راوی ہے۔
”اگر واقعی یشیعہ سنی کا نکاح شرعی طور پر ناجائز
ہے تو پھر گوی صاحب بتائیں کہ ان کے گھر میں
شیعہ سنی نکاح کیوں کر جائز تھا۔ یعنی حافظ حکیم
میاں محمد ابراہیم صاحب گوندل بھیجے نے جوئی
المذہب میں۔ اپنی تحت مگر کا نکاح سید برکت علی
شاہ شیرازی سے جو شیعہ مذہب ہیں کیوں کر دیا۔
اُس وقت جوئی کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ البتہ
بھیڑ میں انہیں نکاح کے چھوٹے مل گئے تھے“

اس عبارت میں شیعہ نامہ نگار نے جی بھر کر جھوٹ بولا ہے۔
ایسا کوئی نکاح میری موجودگی میں یا میرے علم میں نہیں
ہوا۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب ہمارے خاندان میں سے
یا رشتہ داروں میں سے نہیں ہیں۔ لہذا ان کے افعال
کا ذمہ وار مجھے قرار دینا حد درجہ نا انصافی ہے۔
برکت علی شاہ صاحب کا شیعہ ہونا اور ان کے ساتھ
حافظ محمد ابراہیم صاحب گوندل کی لڑکی کا نکاح ہونا ہر دو
امور قابل تحقیق ہیں۔ اور جہاں تک سنا گیا ہے۔ ہر دو امور

بالکل غلط ہیں۔

جھوٹ نمبر ۸۔ جسے خدائے کبنا چاہیے۔ درجیف جلد

۴ نمبر ۱ صفحہ ۱ پر فواللہ انا کذا لک کا ترجمہ یہ کیا گیا ہے۔

کہ حضرت ابوبکر نے کہا خدا کی قسم میں بھی منافق ہوں۔ کیا کوئی

شخص انا کذا لک کا ترجمہ کسی لغت کی کتاب میں یہ دکھا سکتا

جھوٹ نمبر ۹۔ درجیف جلد ۴ نمبر ۱ صفحہ ۱ پر کوٹ کیر

کے مناظرہ کی کارروائی بالکل خلاف واقعہ درج کی گئی ہے حالانکہ

مولانا قطبی اور مولوی چراغ دین صاحب نے شیعہ ذاکرین کو مناظرہ

کا چیلنج دیا۔ اور انہیں میدان مناظرہ میں لانے کے لئے اپنی

ہمت صرف کر دی۔ مگر شیعہ مولوی لیجن احمد علی و کاظمی نے اپنے

مکان کے اندر ہی شیعہ ہے اور علاقہ بھر میں شیعہ کی اس واضح

نسبت کا نہایت عمدہ اثر ہوا۔

جھوٹ نمبر ۱۰۔ درجیف جلد ۴ نمبر ۱۶ صفحہ ۹ پر بیان کیا

گیا ہے کہ ملک فیض محمد شیعہ کا وعظ سن کر ۲۵ دمی مونس بھو

ضلع جہلم میں شیعہ مذہب اختیار کر چکے ہیں۔ اور مفتی عطاء محمد صاحب

رتوی کو سن کر وہ میں شکست ہوئی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔

کہ اس تمام مضمون میں ایک بات بھی درست نہیں۔ مفتی عطاء محمد

صاحب رتوی کا فیض محمد سے آج تک کوئی مناظرہ نہیں ہوا۔ کئی کئی

سمجھوتہ کی بنا پر مقابل میں تقریریں کرنے کا بھی موقعہ نہیں ملا۔ بشرط

مناظرہ بھی طے نہیں ہو سکیں۔ البتہ فیض محمد نے بھون میں مناظرہ

کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور ایک شیعہ کے مکان پر تقریریں

کر کے واپس سے بھاگ گیا۔ بھون میں کوئی نیا آدمی شیعہ نہیں ہوا۔

اور

مضمون نگار نے اپنا نام قاضی نور احمد لکھا ہے اس نام کا

کوئی آدمی بھون میں موجود نہیں۔ اگر صداقت اور ہمت ہر

تو درجیف ان لوگوں کے نام شائع کرے جنہوں نے فیض محمد

کی تقریریں سن کر شیعہ مذہب کو قبول کیا ہو مضمون کا عنوان

ہے ہم پچیس نفوس کا مذہب ہے حقہ اثنا عشر یہ

قبول کرنا۔ مگر نیچے نام صرف قاضی نور احمد جیسے چھ الال

آدمی کا فرضی نام لکھا ہوا ہے۔ مضمون میں جن چار آدمیوں

کے نام لکھے ہیں۔ وہ قدیم الایم سے مذہب شیعہ کے پیرو

تھے۔ ان میں سے بھی غلام مہدی خان صاحب رئیس نے شیعہ

مذہب سے تائب ہو کر رمضان المبارک میں سنی حافظ غلام

حسین کے چچے نماز تراویح میں قرآن مجید سنا۔ اسی طرح اکثر

خان صاحب صوبہ دار نے بھی نماز تراویح بالالزام ادا

کی ہے۔ اور عبد الرسول خان صاحب نے بھی صرف ایک دن

ملک فیض محمد کا وعظ سنا۔ اور بعد ازاں اس سے بیزاری

کا اعلان کیا۔ ہم درجیف کے جھوٹوں کو بھی دس کے عدد پر ختم

کرتے ہیں۔ تاکہ عشرہ کاملہ۔

مدیر پیش الاسلام سے سوالات :- نقوی صاحب نے

خاکہ مدیر پیش الاسلام سے کئی درجن سوالات کئے ہیں۔

ان میں سے کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب اہل سنت کی

طرف سے متعدد بار نہ دیا گیا ہو۔ نقوی صاحب کو چاہیے۔

کہ اہل سنت کی طرف سے شائع شدہ کتابیں شواہد ابرقار

آداب ہدایت۔ آیات بنیات وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ اور

اور

اگر شریک اسلام کو کسی خطاب کرنے کا شوق ہے تو پہلے حسب ذیل امور پر روشنی ڈالیں۔

۱۔ درجف جلد ۴ نمبر ۳ کا لم ۳ میں دعویٰ کیا ہے کہ اگر مذکورہ بالا امور غلط ثابت ہوں تو خاکسار میر درجف پسلا شخص ہو گا جو کم از کم ایک ہزار شیعہ افراد کو ہمراہ لیکر بصدق دل و خوں قلب سیال شریف حاضر ہو کر ان کے حضرت مشن البرغین سے بیعت کرے گا۔

آپ کے ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو ان سوالات یا بالفاظ دیگر ان اعتراضات کے صحیح ہونے کا دعویٰ ہے اور آپ نے بحیثیت مدعی ۱۹۳۷ء دعویٰ پیش کئے ہیں۔ اور ان دعویٰ کے غلط ثابت ہونے پر ایک ہزار افراد کے ساتھ شیعیت سے تائب ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ کیا آپ ان ایک ہزار آدمیوں کے نام مع ان کے اقرار کے پیش کر سکتے ہیں؟

۲۔ البنیۃ علی المدعی کے اصول کے مطابق مدعی کا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرے۔ آپ کے پاس اپنے ہر دعویٰ کے اثبات کے لئے اگر دلائل موجود ہیں تو پیش کریں۔ انشاء اللہ آپ کے جملہ دلائل تاریخی و ثبوت ثابت ہونگے۔ مندرجہ بالا تصریح کے بعد آپ کی حیثیت سائل کی نہیں ہے۔ سائل کے جواب میں فقط لا و نعم کہہ دینا

کافی ہوتا ہے۔ یہ صورت مناظرہ کی ہے۔ اور آپ مدعی ہیں اس لئے مناظرہ کی شرائط ملے کئے بغیر آپ نے سوالات کا آغاز کر دیا ہے۔ موضوع کا تعین۔ منصف کا تقرر۔ اور پرچوں کی تعداد۔ اور درجف و مشن الاسلام کا باہمی تبادلہ وغیرہ جملہ شرائط کا طے ہونا ضروری ہے۔

(۴) آپ اگر اسی خلوص فیکٹائی اور زوادی کا مظاہرہ آئندہ بھی کرنا چاہتے ہیں جس کا اظہار اب تک آپ کی طرف سے ہو رہا ہے۔ تو ہم آپ سے عہدہ برہ نہیں ہو سکتے ہم سب و تم تسخروا استہزا کے میدان کے شاہ سوار نہیں ہیں مناظرہ سے بیہ فتن مناظرہ کی تعلیم اپنے مجتہدین حاصل کر لیں ورنہ عقائد کے نزدیک آپ کو نجف کا سامنا کرنا پڑیگا۔ مدعی بن کر با دلی دعویٰ پیش کر کے فریق ثانی کو جواب دعویٰ تیار کرنے کا حکم دنیا فتن مناظرہ سے لاعلمی و جہالت کی دلیل ہے۔

اہل بیت کی محبت کا دعویٰ :- درجف نے صاحب سید محمد فضل شاہ صاحب جلال پوری کی محبت و حمایت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ:-

”اگر اجمہر کی غیرت و حمیت میں مجبور نہ کرتی تو خاموش رہتے لیکن یہ تھا ماہے خونِ اہتم کا اور اثر ہے سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کے مقدس دودھ کا کہ ہم خاندان علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی توہین و تنک کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ورنہ علیائے اہل

وَقَدْ وَدَّ أَنْ يَنْفِيَهُ كَافِرٌ تَحَاكَى بِهِ وَهُوَ أَيْكٌ خَارِجِي
وَتَمَنُّ بَادَاتِ كِي سُرُكُو بِي وَغُشْتَا مَلِي كَرْتِي -

(درخشن جلد ۱۲ نمبر ۹ ص ۶)

کیا شیعہ سچے ہوئے کوئی شخص کسی صحیح النیب سید آل
رسول کی تعظیم اور اطاعت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اس سوال
کا جواب شیعوں کی محترم کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ
۲۵۸ میں ہے۔

اولا بیون ان الامامیۃ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے۔ کہ
لا یلقت الی من خالفہا امامیہ اُن اولاد رسول کی طرف

من العترة وحاد عن جاد بالکل توجہ نہیں کرتے جو امامیہ
تجانی الایمانۃ و محبتہ کی خلافت اور منکھ امامت

فی الولایۃ ولا تمسح لہ میں امامیہ کی راہ سے جدا ہو گئے
بشيء من المذبح والتعظیم ہوں۔ چہ جائیکہ اعلیٰ درجہ کی
فضلاً عن غایتہ تعریف اور انتہا درجہ کی تعظیم

واقصی نہایتہ بکہ امامیہ سی آل پر تبراً سمجھتے
بل تبراً اُمنہ تعادیر ہیں۔ اور ان سے عداوت

و تحریہ فی جمیع رکھتے ہیں۔ اور ایسی آل کے
الاحکام مجری من لا لئے وہی احکام مٹتے ہیں تو
نسبہ ولا قوابتہ احکام ان لوگوں کے ہیں جن

ولا علقۃ - کا نسب رسول سے ملتا ہو
نہ ان کی قرابت ہو۔ نہ کوئی
تعلق - ۵۱ -

اس سے ظاہر ہے کہ شیعوں کے مفاد و نمائندہ نقوی الخاری
کے نزدیک ہر صحیح النیب و آل رسول جو شیعوں کے
معتقدات کا قائل نہ ہو لعنت اور تبراً کے لائق ہے اور
قابل توجہ نہیں ہے۔ اس سے ہی جب اہل بیت کی
حقیقت ظاہر ہو سکتی ہے دراصل ذریت ابن سبا (شیعی)
کو صرف عداوت صحابہ کرام اور عداوت قرآن سے غرض
ہے۔ سادات کو صرف آلہ کار برآری بنانا چاہتے ہیں اور
جو سید ان کا آلہ کار نہ بنے۔ اس پر لعنت و تبراً کا فرض
سمجھتے ہیں۔

سنی و شیعہ ملاپ کے لئے شرط :- جلال پر کی
شادی کو درخشن نے شیعہ و سنی ملاپ قرار دیا ہے

اور اس پر اظہار رستہ کیا ہے۔ اور ایسی شادی پر معترض
ہونے والے علمائے کرام کو مفید۔ تفرقہ انداز کنکال کہنے۔

اور بدترین خلائی قرار دیا ہے۔ ہم اس کی توجہ شیعوں کے
سلطان العلماء علامہ حائری کے مندرجہ ذیل فتویٰ کی طرف
دلالتے ہیں۔ درخشن کے دل میں اگر سنی و شیعہ ملاپ کے لئے سچی

ترپ موجود ہے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے علامہ حائری کی کوئی
مفسد۔ تفرقہ انداز۔ کنکال کہینہ اور بدترین خلائی قرار دیکر
اس سے پیڑاری کا اعلان کرے۔ ورنہ اس کا دعویٰ بلا

دلیل غفلت مندوں کے نزدیک قابل سماعت نہیں۔
در سوال شیعہ عورت کا نکاح غیر شیعہ مرد سے جائز ہے
یا نہیں۔ اسی طرح شیعہ مرد کا نکاح غیر شیعہ مسلمان

میرا کا قصیدہ اعجازیہ

قسط نمبر

(ایک غیر رسم کر قلم سے)

مرزا کا اپنے قصیدہ اعجازیہ میں اپنے احباب پر — داسرفت —
اور مولوی محمد حسین بٹاوی مرحوم کے مرزائی ہونے کی پیشینگوئی جو
آج تک پوری نہیں ہوئی۔

۱۱۸۔ وَمَا الْبَشَرُ إِلَّا لِقَاءُ لِقَائِهِمْ وَمِنْ أَلَمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَقَلْبٍ مُّطَهَّرٍ
وہ عزت تو پر میرا روگ ساتھ ہوتی ہے۔ اہ دنیا سے علیحدہ اور دل پاک کرتے ہیں
۱۱۹۔ وَأَوَّاتٌ حَيَاتُ الْغَافِلِينَ لَذَّةٌ لِّفَسْلِ قَلْبِهِ زَادَ الصَّغَاؤُ تَلَكُّرًا
اور غفلت کی زندگی ایک ذلت ہے۔ اور اس سے پوچھ کر بھلے کی نسبت
اس کا دل پاک ہے یا دنیا کا کدورت میں غول ہے۔

۱۲۰۔ اِذَا نَحْنُ بَارِزْنَا فَاِنْ حَسْبُكَ دِيَانُ كُنْتَ مَحْدُودًا فَاعْلَمْ وَاجْعَلْ
جب ہم میدان میں تو تھرا حسین کہاں گداور اگر تو اس کی طرف کرتا ہے پس کوئی چیز
۱۲۱۔ اَلْحَسْبُكَ حَيَاتُ تَاللّٰهِ اِنْجَمَ اِرَادَةُ كَوْهٍ يَدُوْنِي وَلِقْنِي وَلِقْنِي
کیا تو اس کو زندہ سمجھتا ہے اور جگہ میں کہتا ہوں کہ مثل شخص کے جو
کشتہ ہے اور مر گیا اور قبریں داخل ہو گیا۔

۱۲۲۔ وَلَوْ كُنَّا دَرَجَتِيْ كَانَتْ مَعِيْ هَلَاتِيْ وَلَوْ شَاءَ رَبِّيْ كَانَ مَعِيْ مِصْرَتِيْ
اگر میرا خدا چاہتا تو وہ ہر ایت قبول کرتا۔ اگر میرا خدا چاہتا تو مجھے
— پہچان لیتا —

عورت سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ شیعہ عورت کا نکاح کسی غیر شیعہ سے جائز
نہیں ہے۔ پس اگر عالم مسئلہ ہو کر ایسا نکاح واقع ہوا
ہو تو اولاد ولد الزنا ہوگی۔ اور اگر جاہل بمسئلہ ہو کر
ایسا نکاح ہوا ہو۔ تو اولاد حلال زادی ہوگی۔ ان
غیر شیعہ عورت سے شیعہ مرد کا نکاح جائز ہے۔ مذکورہ
الفقہاء میں علامہ حلی فرماتے ہیں۔ ذالک فی طرف
الزوجۃ اتم کان المرثۃ تاخذ من دین بعلمہا۔
یعنی اس حکم کی تاکید شیعہ عورت کے بارہ میں زیادہ
ہے۔ کیونکہ عورت بوجہ ضعیف العقل ہونے کے شوہر
کے دین سے متاثر ہو جاتی ہے۔ اس لئے شیعہ عورت
غیر شیعہ مرد کے نکاح میں نہیں جاسکتی۔ اور غیر شیعہ
عورت شیعہ مرد کے نکاح میں آسکتی ہے۔ دھو عالم
(خادم الشریعۃ المظہرہ۔ علی الحائری) برائے خود از سالہ فیض
جلد ۲ نمبر ۲

اس فتویٰ کی موجودگی میں فقط علمائے اسلام کو ہی منصف
قرار دینا حد درجہ ابلہ فریبی اور ابلسیانہ حرکت ہے۔
(باقی آئندہ)



۱۲۳ - وہاں قطعاً والرجاء معطیٰ کذا لک وحی اللہ بیدری مجاہد

اور ہم اس ایمان نامید ہیں جسے بلکہ امید بہت ہی دراز میں خود کی

خبر دے رہی ہے۔

۱۲۴ - وَأَنَّ قَضَاءَ اللَّهِ مَا يَخْطِئُ اللَّهُ حَافِيَاتُ لَابِأَهَا مَفْكُورَا

اور خدا کا حکم وہاں کو کھولتا نہیں اس کیلئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی

انکار کرنے والا ان کو نہیں دیکھ سکتا۔

۱۲۵ - سَيَذَرُكَ اللَّهُ الرِّجْسَ الَّذِي فِي قُلُوبِهِمْ وَيُذْهِبُ قُلُوبَهُمْ قُلُوبَهُمْ

تھم کر پھرے دست محمدین کا نیکو کردار جس جیسے ہر روز خدا اس کو فراموش کر

دیکھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ قلوبہم کو دھو کر دے گا۔

۱۲۶ - وَأَنَّ قَضَاءَ اللَّهِ مَا يَخْطِئُ اللَّهُ حَافِيَاتُ لَابِأَهَا مَفْكُورَا

اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جاوے گا۔ اور شدہ کارنامہ اس کا اور کما ہند کیا

۱۲۷ - فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَكْفُرُونَ بِطَاعَتِهِمْ وَمَا يُخِيبُهُمْ

پس پاکیزگی اور طہارت کا پانی پلے گا اور یہ نصیب خوشنویس کا لیکل اور مڑ کر

۱۲۸ - وَأَنَّ قَضَاءَ اللَّهِ مَا يَخْطِئُ اللَّهُ حَافِيَاتُ لَابِأَهَا مَفْكُورَا

اور خدا کا حکم وہاں کو کھولتا نہیں اس کیلئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی

انکار کرنے والا ان کو نہیں دیکھ سکتا۔

۱۲۹ - وَأَنَّ قَضَاءَ اللَّهِ مَا يَخْطِئُ اللَّهُ حَافِيَاتُ لَابِأَهَا مَفْكُورَا

اور خدا کا حکم وہاں کو کھولتا نہیں اس کیلئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی

انکار کرنے والا ان کو نہیں دیکھ سکتا۔

۱۳۰ - وَأَنَّ قَضَاءَ اللَّهِ مَا يَخْطِئُ اللَّهُ حَافِيَاتُ لَابِأَهَا مَفْكُورَا

اور خدا کا حکم وہاں کو کھولتا نہیں اس کیلئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی

انکار کرنے والا ان کو نہیں دیکھ سکتا۔

تفہد

ناظرین! ان اشعار میں ناظم نے بڑے وثوق کے ساتھ

بیش کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مولوی

محمد حسین صاحب بٹالوی مرزا میت قبول کر لیں گے۔ مگر

واقعات نے بتا دیا ہے۔ کہ یہ پیشینگوئی گورنمنٹ ثابت ہوئی

کیونکہ مولوی صاحب آخری لمحہ حیات تک مرزائیوں کے

خلاف رہے۔ اور بالہ میں ان کے سینہ پر نوک ڈلتے رہے اور

ان کی آخری زندگی نے ثابت کر دیا۔ کہ مرزا کی وحی حدیث

النفس تھی۔ یا وحی شیطانی تھی۔ جو سچی نہیں نکلتی تھی۔ اور اگر

کچھ سچی نکلتی بھی تو ہزاروں خواہش کی محتاج ہوتی تھی محمدی مکتب

کا پیشینگوئی کی طرح یہاں پر بھی تقدیر مبرہم بتاتی ہے۔ مگر

اس کا انجام بھی وہی تھا جو اس کا ہوا تھا۔ آخر عبور ہو کر مرزا

صاحب کو خود کہنا پڑا تھا۔ کہ وہ سارا سلسلہ ہی مشور ہو گیا

تھا۔ علیٰ ہذا القیاس یہاں بھی شاید کہیں کہیں ہموک کہ یہ بھی نسخہ ہو گئی ہے۔ مگر میں سمجھ میں نہیں آتا کہ تقدیر مہم اور نسخہ آپس میں کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ ۱۸ ایک بات اور یاد آتی کہ مرزا صاحب کو کبھی غیر مہم بہرم نظر آتی تھی۔ اور ان کو دیکھ لگ جاتا تھا۔ کیونکہ دماغ کمزور تھا۔ لیسان غالب تھا۔ اور وقت منحیرہ انحطاط تک پہنچ چکی تھی۔ مگر سوال یہ ہے کہ ایسے دائم المرین مسیح کی صداقت کس طرح پیش کی جاسکتی ہے۔ ہے کوئی میرزائی کہ جواب دے ؟

ایک جواب ہم دے جیتے ہیں۔ کہ یہ پیشینگوئی مولوی صاحب کی اولاد کے متعلق پوری ہوتی ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ ہم کو کس چیز نے مجبور کیا تھا۔ کہ مولوی صاحب کے بیٹوں کی پیشینگوئی خود مولوی صاحب کے متعلق جاری کرا دی تھی۔ کیا دھوکہ دینا اچھا کام ہے ؟ لیکن اگر یہ جواب درست ہو تو مرزا صاحب کا وہ خیال بھی صحیح ماننا پڑتا ہے۔ کہ مجھے خدا نے ۱۸۸۸ء میں ہی مسیح موعود اور نبی اللہ بنا دیا تھا۔ مگر لوگوں کو دھوکے میں رکھا تاکہ منکر ہلاک ہو جائیں۔ یہ دھوکہ بازی کا طرز عمل اگر شروع مرزائیت سے ہے۔ تو بسم اللہ جیٹم روشن دل ماشا و جلالہ مصداق یہی ہے ہمیں اور کیا چاہیے۔ اپنے منہ سے اعتراف ہوتا ہزار دفعہ اور اگر واقعات سے پردہ اٹھایا جائے۔ تو صاف کہنا پڑتا ہے کہ اس قسم کی پیشینگوئیاں جھوٹی نگلیں اور ثابت ہوا کہ ہم خود اپنے دعاوی میں سچا نہ تھا۔ دھوکا دیتا تھا یا جھوٹ کہتا تھا۔ بہر حال نظم کا یہ حصہ اس قابل ہے کہ ابطال مرزائیت

کے لئے ایک زہین استدلال تسلیم کیا جائے۔ تنقید لفظی اور اقواء۔ غیر شاعر بھی دیکھ سکتے ہیں پہلے چار شعروں میں آخری مرکب یکساں نہیں ہے بلکہ وہاں یوہی۔ سما۔ دہی۔ رو کی آواز آتی ہے۔ اس لئے یہ شعر کسی نو آموز کے معلوم ہوتے ہیں۔ جو تصحیح لینے بغیر چلنے کے گئے ہیں۔ مگر ناظم تصحیح کس سے لیتا۔ کوئی عربی شاعر تو اب تک بھی اس کام پر نہیں ہوا۔ اس وقت حکیم نور الدین صاحب تھے یہ ادبیت سے بالکل نا آشنا تھے۔ احسن اردو ہی تھے تو وہ بھی اہل حدیث وہابی جن کو شعر پڑھنا بھی نہیں آتا تھا۔ ان ہی دو بندگوں کو دائم المرین مسیح اپنے بیمار اشعار کی مبالغہ اور صحت افزائی کیسے تکلیف دیا کرتا تھا۔ گردہ کیا جانتے تھے۔ وہ تو اتنا بھی نہ جانتے تھے کہ جس قدر ناظم غت ربود کر لیا تھا۔ یہ دونوں آپ مسودہ یا کاپی دیکھتے تو انجشت بد مذاں رہ جاتے۔ اور اللہ ہو کا نعرہ لگا کر اُسے رُوح القدس کا کلام مانتے۔ اب کیا تھا۔ چاروں طرف سے صدائے تحنیں کا اتنا بندھ جاتا تھا۔ اور غریب ناظم کو قعر جہالت میں یہ بد اندیش اس طرح گھونسا دے دیتے تھے کہ قیامت تک وہیں پڑا رہتا باعث افتخار جاتا تھا۔ ہائے تقدس اور داہ سے پیر پرانیدن۔ تو نے کیا کیا جنگی دھتورے کھلائے۔ جن کی بدبو آج تک دماغ عقل کو منقبض کر رہی ہے۔ ایسے جہالت ٹونے مذہبی دنیا کا کیسا ستیا ماس کیا۔ آج عربی شعر سمجھنا تو درکنار کوئی پڑھ بھی نہیں

سکتا۔ اگر کچھ ملکہ حاصل کر بی لیا۔ تو خود شاعر نہیں کہ ذوق سلیم سے سکناات شریہ سے واقف ہو۔ اگر بالفرض کچھ واقفیت بھی ہوئی۔ تو پیر کا تقدس انصاف کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ اسے کب جرأت کر پیر کے ریمان کو آسمان بنا کر خلاف ورزی کرے نہیں تو ایمان جاتا ہے بہشتی مقبرہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور قوم کہتی ہے کہ وہاں ہی تم بھی مرتد ہو گئے۔ کہ غلطیاں مان لیں۔ مرزا نے آنت کہ بند نہ شود۔ نہ را بجھاؤ مگر کہا محال کہ سیر کا سلام غلط ملنے بہتر اسچا جاتا ہے کہ اس قصید میں کم از کم تیس جگہ اقواء ہے مگر مصحح اسماعیل ہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ یہ عیب نہیں۔ نصیب کی ٹی لگا کر ایسے اسے ہوئے کہ اب ان کے ہاں اقواء عیب ہی نہیں رہا۔ کیونکہ امر القیس نے ایک دفعہ اس کا ارتکاب کیا ہے۔ کیا کوئی بڑا آدمی ایک کا ارتکاب کرے۔ تو دوسروں کے لئے وہ اخلاق حسنہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ نہیں نہیں وہ گناہ گناہ ہی رہا۔ گناہ ایک غلطی ہے جو بڑوں کے بھی ہو جاتی ہے۔ امر القیس نے اگر یہ غلطی کی ہے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ مرزا صاحب کے لئے یہ غلطی غلطی نہیں رہی نتیجہ غلط ہے کہ ایک دفعہ غلطی کا ارتکاب ہو جائے تو وہ غلطی غلطی نہیں رہ جاتی۔ نہیں تو یہ بھی ماننا ہوگا۔ کہ اگر کوئی خاندان خرافیت میں سے زنا کا مرتکب ہو جائے تو آئندہ نسلوں کے لئے وہ گناہ نہ رہے۔ اس لئے ان چار شعروں کے جواب میں مولوی اسماعیل کا بار بار یوں چلانا کہ اقواء عیب نہیں لکل سعد الدین الدارین ہوگا۔

تمقید ترجمہ :- کاپی نویس اور نگار کا منہ کالا مرزا صاحب ترجمہ میں غلطی کرتے ہیں۔ تو ایسے ویسے ہی لکھ دیتے ہیں کسی سے اصلاح نہیں لیتے۔ پانچ نہ جانے انکے پیڑھا۔ ناظم کی کوتاہی کا تب کے سر تنویر دیکر کہنے میں کی بجائے کرتے ہیں کلمہ مارا۔ اور شعر نمبر ۱۱ کا ترجمہ غلط ہو گیا۔ اب بیچاے اسماعیل کریں تو کیا کریں۔ انہیں بھی غلطی کا اعتراف کرنا ہی پڑا۔ مگر مخالف کب مانتا ہے۔ وہ تو صاف ہی کہہ رہا کہ ۱، قلب طہس کا ترجمہ یوں کرنا غلط ہے اور دل پاک کرتے ہیں۔ مولوی اسماعیل کی یہ تاویل بھی غلط ہے کہ یہ لفظ اصل میں یوں تھا۔ اور دل پاک کرنے میں۔ کیونکہ پہلے مصرع میں معطوف علیہ کا ترجمہ ب کا ترجمہ ساتھ کیا گیا ہے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے۔ کہ یہ سو کاتب نہیں بلکہ سب ہونا ناظم ہے۔ ۲، او تکدر کا ترجمہ بھی غلط ہے۔ یا دنیا کی کدورت میں مشغول ہے۔ کیونکہ تکرر میں مشغولیت کا مفہیم درج نہیں ہے اسماعیل نے اس کو مصدر سمجھ کر اود بھی اپنے پیر کی جہنمی کی ہے کیونکہ پیر اس کو ماضی بناتا ہے۔ اور اعراب غلط پڑھتا ہے۔ اور مرید مصدر بناتا ہے۔ اور پیر کے ترجمہ کو غلط ثابت کرتا ہے۔ اب پیر و مرید آپس میں متخالف ہیں۔ اسے ہم کہتے ہیں کہ پیر تو غلط تو ہیں تھے ہی مگر مرید اس سے بھی بڑھ کر غلط گونگے۔

۳، یلنے یعنی اور قیام تینوں مضارع ہیں اور تینوں کا ترجمہ ماضی سے کیا ہے۔ اس پر اسماعیل نے بھی خاموشی نہیں

اصل بات یہ ہے کہ قادیانی بخوبی دُنیا سے الگ ہے۔ جب اُن
بمذہب آگے میں بزرگش نمودار ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ
مضارِ ع میں ماضی کا بروز نہ ہو۔

(۳) والہ جہاں کا ترجمہ بھی غلط ہے کہ ”بلکہ امید بہت ہے“۔ کیونکہ
قی بھی بن استعمال نہیں ہوتی در نہ اسماعیل کا فرض ہے کہ عظم
کے سنے بہت دکھاتے ہوئے اس کی کوئی سند پیش کرے۔
(۴) قدس را بیختم کا ترجمہ نہیں کیا بھول گئے نیاں غالب تھا
(۵) کان وقت بالملاقاۃ بنش کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم ملاقات
سے خوش ہوتے تھے۔ یہ قادیانی محاورہ ہے در نہ عربی اصول
سے بالکل غلط ہے :

ادنیٰ تنقید :- (۱) سینکڑوں وزن میں صحیح نہیں بیٹھ سکتا
قلب ہوٹھ کی تاویل کرنا منقضائے ظاہر کے خلاف ہے
اسے فوق سلیم تسلیم نہیں کرتا۔ تکدس کو مصدر بنا کر ذل
تکدس کہنا خلاف عقل ہے۔ کیونکہ سیاق نظر یوں مقتضی ہے
کہ سدا (القلب) صفائے او تکدس مگر ناظم اسے بھائی
سکا۔ ان کنت محمد کا فاعل میں بسبب کا علاقہ ظاہر نہیں
شاید ضمیر مستتر کی طرح اسماعیل صاحب کھود کر نکال لیں تو
کچھ تعجب نہ ہوگا :

(۲) کان بیجی ہدایتی کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ ہدایت
قبول کرنا۔ اصل ترجمہ یوں ہے کہ وہ میری ہدایت طلب کرتا تھا
بعینہ طلب کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ قبول کے معنی میں نہیں
آتا۔ ہدایتی میں اضافت کا کچھ فائدہ نہیں۔ (اداکس)

شعر کے سرسری ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کو مرنا
کے قبول کرنے کی ہدایت نہ ہوئی۔ اور اُس نے اُس کو
نہیں پہچانا۔ لیکن ناظم کا اصل مقصد یہ ہے کہ محمد حسین
کو ہدایت نہیں ہوئی۔ لیکن یہ شعر اس معنی کا متحمل
نہیں ہو سکا۔

اصل میں سرری و یحیو دلوں طا کر لانا بیفائدہ ہے۔
فوناظم نے بھی سرری کو پھوڑ دیا ہے۔

(۴) نمبر ۱۲۴ میں مایخطحی الفتنے کا ترجمہ یوں کیا ہے
”کہ وہ نہیں بھولتا“۔ ہاں خطا کا ترجمہ نسیان سے کرنا
صرف اس آدمی کا خاصہ ہے جس پر نسیان غالب ہو۔
(۵) مقدم حکیم میں مقوم کا معنی تقدیر لینا چاہی
محاورہ ہے۔ اور سعید کا لفظ حقیقت میں الوسعید تھا
جس کو ناظم بجا نہیں سکا۔ بلند پروازی نے زور لگایا کہ
مولوی صاحب کا نام الوسعید محمد حسین درج کریں۔ مگر
قافیہ تنگ ہو گیا :

(۶) و یحیٰ با ید اللہ میں یہ دکھایا ہے کہ محمد حسین مر
چکا ہے اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جائیگا۔ مگر میں
یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ زندہ کرنے میں ہاتھ کو کیا دخل ہے
یہ قادیانی غزل ہے۔

(۷) مرزا صاحب نے اپنے الہامات میں کئی دفعہ لکھا ہے
کہ کچھ میرے مخالف چند مرصع کے بعد تائیب ہو کر میرے
ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اسی بنیاد پر الذنب لیخص

مقتضی ہے۔ لیکن نہ پیر صاحب کو یہ سوچھی اور نہ مرید کو۔ پیر صاحب ترجمہ کرتے ہیں اور محط کر دیگی۔ مگر یہ حرف غلط کہاں سے گھسیڑ دیا۔ اور مرید لیٹھ کر کون الی صبا کا اسم حالیہ بنا تا ہے۔ لیکن پیر کا ترجمہ اس کے مخالف ہے۔

لیکن اشارہ کیا ہے کہ مولوی محمد حسین ہم سے معافی مانگیگا۔ اور اس کو معافی دی جاوے گی۔ لیکن مرتے دم تک مرزا صاحب کی یہ بات پوری نہ ہوئی۔

(۸) نمبر ۱۲ میں ماہ طہارت سے کیا مراد ہے۔ پنجابی محاورہ کی تد سے طہارت کا پانی پلانا کمال سبیزتی ہے۔ اور شرافت ہے۔

کے خلاف ہے۔ اس شعر کے دو سکر مصرعوں میں پانی پلانے کے بعد نسیم صبا کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ خوشبو لائیگی۔ بھلا اسکی کیا ضرورت تھی۔ کیا ماہ طہارت کچھ بدبو تھی جس کا ازالہ ضروری محسوس ہوتا۔ اس شعر کے ضمن میں مولوی اسامی نے دونوں مصرعوں کے بالائے عدہ کرنے میں بہت غلابازیاں کھائی ہیں۔ مگر نسیم صبا کا لفظ اس قدر لڑی۔ جسے خدا بگاڑے اسے کوئی حدست کر سکے۔ آخر ہتھیار ڈال کر لیٹھ پڑا کرے ہیں۔ کہ وہ نسیم محط کر دیگی۔ اس سوال کا جواب دنیا انہوں نے ضروری سمجھا ہے کہ لیٹھ واحد مذکر ہے۔ اس کا فاعل متوئی یا

(۹) نمبر ۱۲ میں ناظم نے دعویٰ کیا ہے کہ میرا کلام خدا کا کلام ہے۔ اور یہ وہ احسن لفظی جہم ہے کہ کوئی مسلمان ہنس کر برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر مذہبی نکتہ خیال کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو ہم ایسے خدا کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں جو عربی میں ایک شعر عربی صحیح نہیں کہہ سکتا۔ جابجا عربی کلام میں پنجابی محاورات گھسیڑا چلا جاتا ہے۔ نہ اسے فن شاعری سے کوئی تعلق ہے نہ صرف و کو سے کچھ لگاؤ اپنے کلام کا خود ترجمہ کرنے لگتا ہے تو کئی غلطیاں کر جاتا ہے۔

ہے اور وہ خوش ہے۔ اس لئے یہ فقرہ غلط ہوا۔ جواب یوں دیا ہے کہ لیٹھ کا فاعل متوئی رہا نہیں نسیم ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں کہ نسیم صبا کو مبتدا ٹھہرا تا کی بویا میں نسیم کو مؤنث کیوں باندھا پھر جا کر لیٹھ میں اسے مذکر باندھ دیا۔ کیا نسیم مؤنث ہے۔ کہ قلم یزید کو قلم یونٹ کیا۔ اسمیں اس کو کسی سلسلے سے ثابت کر سکتا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ نسیم صبا مبتدا تا کی بویا خبر ہے اور لیٹھ ریا کی صفت ہے۔ جیسا کہ سیاق شعر

ایسے خدا کو دوسرے میرا سلام ہے
(۱۰) فسیندنظر ترتیب میں ٹھیک نہیں بلٹھتا۔ شاید ناظم نے اس کو فسیندنظر سمجھا ہوگا۔ اور اسمیں نے بھی اسی پر صواب کیا ہوگا۔ تبھی تو اس مصرع کی تصحیح کے مدد پر نہیں ہوا۔

(۱۱) کراجم کا ترجمہ ناظم نے چھوڑ دیا ہے۔ غالباً اسے خوف تھا کہ بے لطفی پیدا ہو جائیگی۔ کیونکہ راجم اپنے ہی دل سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ اس کا کام رجم کرنا ہے

خواہ وہ پختہ کرے یا آگ سے ۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر ناظم اُسے ہضم ہی کر گیا ہے ۔

(۱۲) اُس بیت کا ترجمہ کیا ہے " بلکہ کشتی طور پر مجھے دکھایا معلوم نہیں کسی نے دکھلایا ۔ فعل مجہول ترجمہ معروف ۔ یہ سیرج قادیانی کا ہی معجزہ ہے ۔ کہ مجہول النصب کو معروف بنایا جاتا ہے ۔ مسیح علیہ السلام کے متعلق تو کہہ دیا کہ وہ یوسف نجار کا بیٹا تھا ۔ اب بیچاے فعل مجہول کیا اوقات سکتے ہیں ۔ کہ معروف بننے سے انکار کریں ۔

(۱۳) من احوال القضاء کا ترجمہ ہضم کر گئے ہیں اور یہ کفر بھی دکھائی ہے کہ القضاء کا معجزہ شعرا میں نہیں بھاسکے ۔ (۱۴) شعر نمبر ۱۳ میں عجیب کا لفظ عجیب واقع ہوا ہے جس سے پنجابیت کی بُرائی ہے ۔ ورنہ اس شعر میں وہ بغیر ضرورت کے داخل کر لیا گیا ہے ۔

(۱۵) ان اشعار میں تین شخصوں کا ذکر کیا ہے ۔ میں میں سے ایک کا نام اکی بخش بتلادیا ۔ دوسرے کا نام نہیں بتلایا ۔ غالباً وہ دو قاضی فضل احمد لدھیانوی اور عبد الحکیم سیالکوٹی ہونگے ۔ جو ناظم کی خوب خبر لیا کرتے تھے ۔ شروع شروع میں تبلیغ اسلام کیلئے یہ تینوں ملکر کام کرتے تھے ۔ اور مولوی محمد صین وغیرہ بھی ساتھ ہوتے تھے ۔ اس وقت مرزا صاحب صرف ولی تصور کئے جاتے تھے ۔ مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو بڑھا شائع کیا تو انہوں نے ان کو اُسے ہاتھوں لیا ۔

اس نے ان کے متعلق پیشین گویاں بھی کیں مگر مگر کے بعد کے سامنے حال نہ گلی وہ تمام راز و نیاز سے واقف تھے انہوں نے پہلے مرزا کو ہی اس دُنیا سے رخصت کیا ۔ پھر آپ رخصت ہوئے ۔ اور قاضی صاحب ابھی تک زندہ ہیں اب ان اشعار میں اپنی کمزوری ظاہر کرتے ہوئے ناظم نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے دوستوں کے حق میں صرف دُعا ہی کرتا ہوں ۔ کوئی بُری پیشین گوئی شائع نہیں کرتا ۔ اور نہ بد دُعا ہی دیتا ہوں ۔ کیونکہ اُسے خوف تھا ۔ مگر اگر کچھ بھی تعدی ہوئی تو عدالت میں ناطقہ بند کر دیں گے ۔

اور دعائیں مے کر اپنا پہلو بچا تارا ۔ اور یہ دعائیں بھی بے اثر ثابت ہوئیں ۔ کیونکہ ان دوستوں میں سے کوئی بھی اُس کے دائم تروری میں دوبارہ نہیں بچھا ۔

(۱۶) ان تنقیدات سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا یہ کلام اس قابل نہیں کہ اس کو صحیح عربی کہا جائے ۔ کیونکہ جو شرائط صحیح عربی کے لئے تقسیم کئے گئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی یاں موجود نہیں ہے ۔ اُنہو ترجمہ اپنے اندر پنجابیت کا اثر نمایاں طور پر رکھتا ہے محاورات عربیہ کو بالکل بگاڑ دیا ہے ۔ استعارات و کنایات کا ذکر تک نہیں ۔ فصاحت و بلاغت کا نام نہیں عرض و قافیہ شائگان ہیں ۔ اور ناظم کا قافیہ تنگ نظر آتا ہے اور خوب سندی کا یہ شور ہے کہ یہ کلام معجز نظام ہے ۔ خدا نے اس کی مثل لانے پر کسی کو قدرت نہیں دی ۔۔۔۔

منحہ مانع من السماء کہہ کر ہر لگا دی ہے۔ کہ
قیامت تک اس کا جواب نہیں ہو سکیگا۔ ہاں اگر اس کا
یہ معنی ہو کہ ان کمزوریوں پر شامل ہو کر کوئی جواب نہیں
ہو سکتا۔ تو ہمیں بھی ماننا پڑتا ہے۔ ہاں اگر اس کے یہ معنی
ہیں۔ کہ اس قصیدہ کی تقلید کر کے اس سے بہتر جواب نہیں
ہو سکتا۔ تو یہ قرین قیاس نہیں کیونکہ ناظم کے عہد میں ہی مولوی
اصغر علی رومی۔ قاضی نضر الدین مرحوم اور مولانا مولوی
محمد علی مڑگی نے جو ایسا شاعر ہیں ایسا دندان شکن جواب
لکھا ہے کہ آج تک کسی مرزائی کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس پر
تنقید کرے۔ اور خدا کے فضل سے ایک مرد غیر بھی
اس کا جواب لکھ کر شائع کر رہا ہے۔ جس کی آٹھ قطعیں قرین
دیکھ چکے ہیں۔ اور تاویز قسط انشا اللہ العزیز بہت جلد
شائع کی جائیگی۔ اور چونکہ تنقیدی مضمون بہت لمبا
ہو گیا ہے اس لئے جو ابی اشعار دسویں قسط کے لئے
چھوڑ رکھے ہیں۔ جو آئندہ کسی پرچے میں شائع ہوں گے:

میرزا محمود کے نام کھلی چٹھی

حال ہی میں مرزا محمود صاحب قادیانی لائل پور میں تبلیغ کیے
گئے تھے وہاں مولانا محمد مصلح عثمانی دیوبندی نے
مندرجہ ذیل کھلی چٹھی ان کے نام شائع کی۔ یہ چٹھی مرزا
کے جلسہ میں تقسیم کی گئی۔ مگر مرزا صاحب کو ان سوت
کے جواب دینے کا حوصلہ نہ ہوا۔ (میر)

ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ میں نے مسلم پاکٹ
بک کے ذریعہ مرزائی جماعت سے مطالبات کئے تھے
جس کے جواب میں آج تک سکوت کے سوا کچھ نہیں ملا۔
چونکہ حسن اتفاق سے آپ کا درود لائیں پور ہو گیا ہے
بحیثیت امیر جماعت ہونے کے آپ کا فرض ہے کہ مندرجہ
ذیل مطالبات کا موزون اور مناسب جواب دے کر اپنی
معقولیت کا ثبوت دیں:

مطالبہ نمبر ۱۔ اگر آدم و حوا علیہما السلام کا بغیر ماں باپ
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا باوجود
قانون قدرت کے مخالف ہونے کے جائز بلکہ واضح ہے
تو حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمانوں پر رہنا خلاف قانون
قدرت ہونیکے وجہ سے کیوں ناجائز ہے۔ اور اگر آپ کے
خیال میں حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام کی پیدائش بغیر
ظاہری سبب کے نہ تھی تو آیت قرآنیہ کا انکار کرنے
کی وجہ سے آپ کی جماعت کو خارج از اسلام کیوں نہ
سمجھا جائے:

مطالبہ نمبر ۲۔ سلف صالحین میں سے ایک شخص کا قتل ایسا
پیش کرو جس نے فلسفی خیالات کی وجہ سے دفع آسمانی یا
مزاج جسمانی سے انکار کیا ہو یا ان میں سے کوئی مندرجہ
کشفی کا مرزا صاحب کی طرح قائل تھا ہو۔ اگر ایک ہی
رات میں کعبہ سے بیت المقدس جا کر واپس آنا قانون
قدرت کے موافق ہے تو آسمان پر جانا کیوں اس کے

خلاف ہے۔ اور اگر آپ کے خیال میں قرآن کے خلاف بیت المقدس تک کی سیر بھی کشتی تھی۔ اور سیداری کی حالت میں جسمانی نہ تھی۔ تو اس واقعہ پر اہل مکہ کے جھگڑنے کی جیسا کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے کیا وجہ تھی؟
مطالبہ نمبر ۳۔ آپ کی طرف سے **الْأَيُّومِ مِنْ بَدَأَ قَبْلَ مَنَہ** کے جتنے معنی بیان کئے گئے ہیں۔ ان سب میں مانہ ماضی اور حال کو داخل کیا ہے۔ جو لغت عرب اور نجی قواعد کی رو سے بالکل غلط ہیں۔ اس لئے قرآن متحد یا محاورات عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کر کے انعام حاصل کریں جس میں یقینی طور پر اس طرح کا مضارع ٹوکہ زمانہ ماضی اور حال پر دلالت کر رہا ہو۔ اور..... کی وجہ سے استمرار و تقبالی

نہ پایا جاتا ہو۔ سوچ سمجھ کر جواب دیں :
مطالبہ نمبر ۴۔ آپ وفات میح کا اقرار کرنے والے صحابہ میں سے صرف ۱۰ کا نام بتاویں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ۲۵ ہی کا سہی۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو جائیں تو ایک یا دو ہی کا ایسا نام پیش کریں جس نے صاف اور صریح طور پر وفات میح کا اقرار کیا ہو۔ لفظی بہرہ پیر کو نہ سنا جائیگا :۔

مطالبہ نمبر ۵۔ نبی غیر تشریعی کے معنی جو مرزا جی نے گھڑے ہیں۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حقیقی نبوت حاصل کر لے۔ کیا آپ

کسی متبر عالم سے اس کا ثبوت پیش کر کے مرزا جی کو اس علمی خیانت اور دھوکہ دہی سے بچائیں گے :۔
مطالبہ نمبر ۶۔ اگر نبی تشریعی کے معنی مرزا جی کے خیال میں یہ ہیں کہ وہ صاحب کتاب اور نبی شریعت نے احکام خدا کی طرف سے لیکر آیا ہو۔ تو پھر رسول کے کیا معنی ہیں۔ اور اگر رسول اور نبی تشریعی ایک ہی ہے تو آنحضرت صلعم خاتم المرسلین ہوئے خاتم النبیین نہ ہوئے باوجودیکہ آیت میں خاتم النبیین ہے :۔
مطالبہ نمبر ۷۔ مَا قَتَلُوہُ یَقِیْنًا بَلْ رَفَعَهُ اللہُ اِلَیْہِ میں بل جملہ پر داخل ہے۔ اور ایسا بل ہمیشہ الباطلیہ یا استغالیہ ہوتا ہے جس میں بقوا عدو نحو ما بعد بل کا قبل کے مخالف ہونا ضروری اور لازمی ہے ساور یہ بات رفع جسمانی لئے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رفع درجات اور رفع روحانی قتل کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں البتہ رفع جسمانی قتل کے ساتھ کبھی اکٹھا نہیں ہو سکتا اور اسی لئے ان میں یا بھی تخالف اور تضاد ہے۔ اور آیت لَا یَقْتُولُ الْمَنَ لَیْقَتِلُ فِی سَبِيلِ اللہِ اَمْوَاتِ بَلْ اَحْیَاءِ کو اُس کے مقابل میں پیش کرنا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں بل مفرد پر داخل ہے۔ اور احیاء کا اموات پر عطف ہے۔ لہذا کیا آپ اس آیت میں رفع جسمانی کے معنی چھوڑ کر بل کا لانا نجی قواعد کی رو سے صحیح ثابت کر سکتے ہیں۔ اور اگر نہیں کر سکتے تو حیات میح کا انکار قرآن

اس پر سند قیام کیا جاتا ہے۔ ملک عشق کاملہ
میں وافتق جفت اے
(محمد اسلام میرا نفع تیلخ الاسلام لائل پور)

مزدہ جالفر

ایک اہم ضرورت پوری ہوگی

مدسہ نصیریہ کا اجراء

مدرسہ یکم شمس ۱۳۳۱ء سے جامع مسجد بیرو میں خزانہ انصار کی
طرف سے بیاوگا رئیس المبلغین حضرت الحاج حکیم الملت مولانا
محمد نصیر الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ نصیریہ جاری کیا
گیا ہے جس میں بچوں کی ابتدائی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔
مدرسہ نصیریہ میں دارالعلوم غریزیہ کے طلباء کو فن مناظرہ تجرید
و تقریر کی مشق کرائی جائیگی۔ اور زان حال کے علوم سے
بھی آشنا کرایا جائیگا۔ نصاب تعلیم ۵ سال کا مقرر کیا
گیا ہے۔ جو اصحاب اپنے بچوں کو ایک ہی مدرسہ میں دینی و دنیاوی
تعلیم دلانا چاہیں وہ بہت جلد اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں بھیجیں یہ بچات
طلباء کیلئے رہائش و خوراک کا انتظام کیا جائیگا۔ اور حق طلباء کو وظیفہ
بھی دئے جائیگے۔ عبدالرحمن فاطمہ مدرسہ نصیریہ جامع مسجد بیرو

کا انکار کیوں نہ سمجھا جائے
مطالعہ نمبر ۸۔ مرزا جی کے سطحیات راہیتی فی المناہ
عین اللہ و تیقنت انفی ہو (آئینہ کلمات ۵۶)
ترجمہ:- میں نے خواب میں اپنے آپ کو بعینہ خدا دیکھا۔
اور یقین کیا کہ میں خدا ہی ہوں وغیرہ کو سکر اور بیہوشی پر
محمول کرنے کے لئے کیا کسی نبی سے ایسا ثابت کیا جا
سکتا ہے۔ کہ انہوں نے ہوشیاری یا بیہوشی میں ایسے
بیہودہ کلمات اپنی زبان سے نکلے ہوں۔ یا ایسی یادہ
گوئیوں کیلئے مرزا جی مخصوص ہیں۔ اس کے مقابلہ میں
اولیاء اللہ کی سطحیات کو پیش کرنا مدعیان نبوت کے لئے
باعث ندامت ہے۔

مطالعہ نمبر ۹۔ کیا کسی نبی نے مرزا جی کی طرح فہم تبلیغ
کا ڈھونگ رچا کر امارت حاصل کی ہے یا تبلیغی
چندوں کو اپنی ضرورتوں میں خرچ کیا ہے
مطالعہ نمبر ۱۰۔ مرزا جی کا اپنی ضروریات کے علاوہ بہت
سا روپیہ گورنمنٹ عالیہ کی حمایت میں خرچ کرنا بھی
اجامہ آخر مدرسہ ۲۸۳ اور تریاق القلوب مدرسہ ۱۵۱
ہے۔ کس کس شری حکم کے ماتحت تھا۔ کیا تبلیغی چندہ
کی کوئی ایسی مدد کھلی گئی تھی۔ اور نیز آپ جو بہت سا
روپیہ اپنی عیش و عشرت پر صرف کر رہے ہیں اس
نام کار روپیہ میریوں سے جمع کیا گیا۔ یا عقل کے
اندھوں اور کانٹھ کے پوروں کے تبلیغی پورے

اعلان

آفتابِ مہابت : مولفہ مولانا محمد

کرم الدین صاحب رئیس بھس جس میں مذہبیت

کے جہدِ مطاعن کا رد کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپیہ

ختم رسالت : مولفہ مولوی ماسٹر محمد بخش صاحب

سلم کیا۔ اے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی لاثیل سے منہ زبانی

ہدایہ میں ثابت کیا گیا ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں

ہو سکتا۔ قیمت ۱۲

ختم نبوت : مولفہ مولوی محمد بشیر

صاحب کوٹلوی قیمت ۴

محمدی ترانہ

دلچسپ پنجابی لغت

کا مجموعہ قیمت ۴

رسالہ مسائل اسلام کا

قادیان نمبر

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

مندرجہ ذیل تبلیغی کتب فکرو دارالانشاء بھیرہ

سے ملکتی ہیں :-

ہدایات القرآن : عیاضیوں کے مشہور معروف رسالہ

حقائق القرآن کا مدلل و مکمل اور درست جواب مولفہ

مولانا حافظ محمد شفیع صاحب بھیرہ کی قیمت ۴

سماع الابرار :-

مسئلہ ہمداع پر محققانہ

فیصلہ کتب احادیث

فقہ و تصوف کا خلاصہ

قیمت ۴

حقیقت تشیع

مولفہ نیر قطبی صاحب

واعظ الاسلام

قیمت ۴

اجتناب الحنفیہ

سندھ و عرب و عجم کے

صدما علماء کا متفقہ فتوہ

دربارہ کفر و ارتداد فرقہ

شیعہ و مرزائیہ قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

سادات قریش کا واحد اصلاحی رسالہ

القریش

جو بیس سال سے باللاتزام انٹرنس سے ماہوار شائع ہوتا ہے

اور مدارس محروسہ سرکار عالی میں خریداجاتا ہے جسکے مدیر

خدایاتِ جلیلہ کے حصہ میں قوم کی طرف سے زر نقد کی تحفیلی اور

محسن القوم کا معزز خطاب پیش کیا گیا نظر ہری و باطنی تصوی

و معنوی لحاظ سے ایک بہترین اصلاحی رسالہ ہے عامۃ الناس

کیلئے عملاً و رسماً اور سادات قریش کیلئے خصوصاً قابلِ دید ہے قیمت سالانہ

تین روپے۔ فی پرچہ ۴ علاوہ محصول ڈاک

۳۰ پرچے دو روپے سالانہ میں جاری کئے جائینگے

اصلاحی امور سے دلچسپی لینے والے حضرات پتہ ذیل سے طلب فرمائیں

بینچر ”القریش“ شریف گنج انٹرنس

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

قیمت ۴

ناظم دارالانشاء بھیرہ (پنجاب)

عظیم الشان خوشخبری

صحیفہ النخبہ سہفتہ وار ہو گیا

تیس سال سے النخبہ جس عظیم الشان اسلامی خدمات کو اپنا شعار و نصب العین قرار دیئے ہوئے دنیا کے صفحات میں ضیا پاشیاں کر رہا ہے وہ ایک قابلِ تکرار حقیقت ہے۔

اب اس کے ایساں افزودہ مقاصد میں کسی قدر وسعت دیکر ۲۶x۲۲ سائز کے بارہ صفحہ پر سہفتہ وار اخبار کی شکل میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور الحمد للہ شرم الحمد للہ کہ

۲ فروری ۱۹۷۷ء سے برابر جاری ہو گا

اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ بلند پایہ علمی مقالات ہمیں روز بروز نمایاں شاندار اسلامی کارناموں وہ بے نظیر ترجمہ و اقتباسات، دلکش و عجیب تازہ بہ تازہ خبریں سے مریع ہو کر شائع ہو رہا ہے۔

جلد درخواست خریداری روانہ کیجئے۔ نمونہ مفت حاضر ہو گا۔
بہتر تقریب افتتاح سالانہ چندہ للہ، ششماہی چار درہ بعد میں قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔

المعتد
منیجر النخبہ لکھنؤ

عظیم الشان خوشخبری

حضرت مولانا ظہور
صاحب دہلی
بمقام شریف کے نام
علی خاندان کے
مشائخ کے سوا
دیوبند کے گئے ہیں اور
ریس المصلحین مولانا
محمد نصیر الدین
بشیر بکوی رحمۃ اللہ
علیہ کی پاک زندگی اللہ
ان کے جامدانہ لکھنؤ
پر روشنی ڈالی گئی ہے
المشہر غلام حسین بھیر
چیدہ مش الاسلام
بھیرہ (بمقام)

مک انصاری علی اللہ

اگر آپ دین اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو حزب الانصار کی امداد کیجئے ہاتھ بڑھائیے اس کے رکن بنکر اس کے مقاصد کی اشاعت کے اپنا فرض سمجھئے۔ آج سات سال سے یہ حیانت نہایت خاموشی کے ساتھ سرگرم عمل ہے دینی تعلیم کیلئے اعلیٰ پیمانے پر جامع مسجد بھیرو میں دارالعلوم عزیزیہ قائم ہے۔ مآثر رسالہ شمس السلام اور مبلغین کے ذریعہ احکام اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ دیہات کی چالیں مسلم آبادی کو دسم دروہج کی بندشوں سے آزاد کرانے اور انہیں روافض و خرافات کے دام نذیر سے نجات دلانے کے لئے بڑی سرگرمی سے کام چور ہے۔ مفصلی حالات تذریعہ خط و کتابت معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رکھئے رسالہ شمس السلام کا خریدار بننا یا اس کی اشاعت بیچ کر میں ملادینا ایک اسلامی خدمت ہے مسلمانوں کا فرض ہے کہ حزب الانصار کو رسالہ کے مالی مصارف سے جلد از جلد سبکدوش کریں حزب انصار کے تمام کارکن مفت کام کر رہے ہیں۔ صرف طباعت و کتابت و کاغذ کے مصارف ٹوپی کرنے کے لئے جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے یقیناً جانتے دیکھ رسالہ کا ہر ماہ کسی جگہ جانا ایک مکمل عالم مبلغ اور مناظر کے جانے کے برابر ہے کم از کم کوئی گاؤں ایسا نہ ملے جہاں رسالہ نہ جاتا ہو۔ اہل وہ و اہل محکمہ چندہ سر کے لئے امام مسجد کے نام جاری کر دیں۔ ایسے امان مساجد کا فرض ہے کہ رسالہ کے مضامین سے مسلمانوں کو ہر ماہ آگاہ کر دیا کرنا۔ مندرجہ ذیل تبلیغی کتب دفاتر شمس السلام سے مل سکتی ہیں ۱، ختم رسالت مؤلف مولوی ماسٹر محمد بخش صاحب مسلم لی لے۔ اس کتاب میں عقلی و نقلی دلائل سے مہذبانہ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی حکم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس موضوع پر اس سے بہتر کتاب آج تک تالیف نہیں ہوئی قیمت ۱۲۔

(۲) حقیقت الشیخ۔ مؤلف مولوی طیبی شاہ صاحب۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب شیعیہ کا تمام دار و دار صرف جھوٹ پر ہے قیمت ۱۰۔ ۳، اجتناب الحنفیہ۔ ہندو سندھ عرب و عجم کے صد العلماء کا مشفقہ فتویٰ دربارہ کفر و ارتداد و مرزائیان و روافض و دربارہ عدم جواز نکاح زن سنیہ با مرد حنفیہ وغیرہ قیمت ۵۔

علاوہ میں ہم کی تبلیغی کتب کا پتہ: جیکر رسالہ شمس السلام بھیرو (پنجاب)

دعوتِ عمل

خبر نصراء کے متقاضی اعتراض و طریقہ عمل مروج نہایت پرچ ہیں۔ مسلمانان کافر میں ہے کہ وہ یہ سوچے کہ یہ کام اسلام اور مسلمانوں کے عقائد کے ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو کیا اس کافر جن نہیں کہ اس خدمت میں حسب توقع حصہ لے۔ انہوں نے کہ احناف نے آج تک اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں کی۔ خیل کے طریقوں سے آپ کیل پوشے کی آبیاری فرما سکتے ہیں۔

چوتھے کی ابتداء فرمائی گئی ہے۔

(۱) اپنی مہموری آمدنی میں سے کچھ حصہ مختار کریں جو باہ حرب کو نچایا ہے نیز اس کے رکن بن کر اور جو رکن کو رکن بننے کی ترغیب کر اس کا حلقہ کار وسیع کیجئے (۲) اپنی زکوٰۃ صدقہ و قیامت اگر ب نہیں تو اس کا بڑا حصہ دارالعلوم غزنیہ کے غریب و نادار طلباء اور یتیم و لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں۔ جن کی تعلیم و تربیت و خوراک و رہائش کا ذمہ حزب انصار نے لے رکھا ہے۔ (۳) ماہانہ رسالہ تشریف اسلام کی اشاعت و وسیع کرنے میں سعی فرمائیں (۴) تیامی و مساکین و غریب آوارہ سلم بچے جہاں ملیں ان کو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم غزنیہ بحیرہ میں بھیجیں تاکہ بڑی محبت کے اثر سے بچکر اسلام کے سچے غلام بن سکیں (۵) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کیلئے کم از کم چار سال کے واسطے دارالعلوم غزنیہ میں بھیجیں چار سال میں مولیٰ قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہو سکتی ہے۔ (۶) ان بچوں کو مجبور کریں کہ وہ خود تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے بحیرہ میں بھیجیں (۷) اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی اعانت سے دریغ نہ فرمائیں اور مختیر حضرات کا فرض ہے کہ کتابیں اپنے پاس سے خرید کر کتب خانہ حزب انصار کیلئے وقف فرمائیں۔ تاکہ یہ صدقہ جاریہ کا کام نہ سکیں جن کتاب کی ضرورت ہے وہ بذریعہ استفسار معلوم کر لیں۔

(۸) اپنے علاقہ میں غیر مذہب کی تبلیغی جدوجہد و دیگر کوائف سے مطلع فوٹے رہا کریں اور اگر ضرورت ہو۔ تو حزب انصار کے مبلغین طلب فرما کر تبلیغی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کریں۔ (۹) اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہوں تو توجہ تبلیغ حزب انصار میں اپنا نام درج فرمائیں : المعصوم

ناظم حزب الانصار بهیرو پنجاب

بہا متلا فلاح احمد کوئی ابیہر پیر و سب شہر منور الہ آباد کے رہنے والا۔